دلیل ہی جواب مشکوۃ شریف کی ۷۶ ویں صفحہ میں حدیث ہی عن انس

رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُ

يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَخْرَجَهُ مُسْلِم انس رض

نی کہا مقرر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رض شروع کرتی تہی

نماز الحمد للہ رب العالمین سی نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۱۹ صفحہ

مین انس سی روایت ہی عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَءُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اخرجه السنة روایت ہی انس رض سی کہا نماز پڑہی

مینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رض کی ساتہہ سو نہین سنا

مینی ان مین سی کسی کو کہ پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم اور

ترمذی اور ابوداود اور مالک اور نسائی نی اور کافی مین ہی قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلٰثٌ

يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِيَةُ وَاٰمِيْنَ فرمایا علیہ السلام نی تین چیزین

ہین کہ آہستہ انہین کہیگا امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین اور روی ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ

اللّٰهُ عَنْهُ مَا جَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّسْمِيَةِ فِيْ صَلٰوةٍ

مَكْتُوْبَةٍ اور روایت کیا ابن مسعود رض نی نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نی بسم اللہ کو فرض کی نماز مین اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری سے

ہی وَفِيْ لَفْظٍ مُسْلِمٍ فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا

مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَ

اَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ فَكَانُوْا لَا يَجْهَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وفی اثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم ومختصر ابن

خزیمۃ فکانوا یستفتحون ببسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت مین ہی
شروع کرتی تہی اصحاب نبی کی نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھہ نہ کہتی تہی بسم
اللہ الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہی نہین سنا مینی اونمین سی کسیکو
پکار کر پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دار قطنی
اور احمد اور ابن حبان نی سو تہی وہ کہ پکار کر نہین پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم
اور اثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہی کہ ابتدا
کرتی تہی اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر
مین ہی وکذا روی الطحاوی عن ابن عباس رض لم یجہر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بالبسملۃ حتی مات روایت کی طحاوی
نی ابن عباس رض سی پکار کر نہین کہا نبی صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو
یہان تک کہ وفات پائی **چوتہا سوال** حنفی نماز مین امام کی پیچہی سورہ
فاتحہ نہین پڑہتی اسکی کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے
۲۱۵ صفحہ مین حدیث ہی عن جابر رض قال من صلی رکعۃ لم یقرء
فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام اخرجہ مالک والترمذی
جابر رض سی ہی جسنی نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوسمین سورہ فاتحہ تو
نہ پڑہی اوسنی نماز مگر امام کی پیچہی یعنی امام کی پیچہی یہہ حکم نہین ہی اور پہلی جلد
مشکوۃ شریف کی ۲۰۰ صفحہ مین ہی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا
کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا رواہ ابوداود والنسائی وابن ماجۃ

اور خلاف مذہب حنفی حضرت امام
المومنین کی سمجھکر علما اور فضلا
کی مجموعا اور حضرت کی خاندانی

روایت ہی ابوہریرہ رضی سی کہا فرمایا رسول صلعم نی مقرر ٹہرایا گیا ہی امام اسلیے

کہ پیروی کیا وی اُسکی سو جب وہ تکبیر کہی تم تکبیر کہو اور جب وہ قران پڑہی تو تم چپ

رہو روایت کیا اسکو ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نی اور جامع الاصول اور

مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا مین بہی اس مضمون کی حدیثین ہین اور مسند

امام ابوحنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوة المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ

اور فتح القدیر مین ہی عن جابر رضی اللہ عنہ قال صلی رجل خلف النبی

صلی اللہ علیہ وسلم فی الظہر او العصر فاومی الیہ رجل فنہاہ

فلما انصرف قال انہانی ان اقرء خلف رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فتذاکرا ذلک حتی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءة

الامام لہ قراءة جابر سی روایت ہی کہ قرات کیا یعنی کوئی سورہ پڑہا ایک شخص

نی پیچہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین اور اشارہ کیا اوسکی

طرف ایک آدمی نی سو منع کیا اوسکو پہر جب پڑہ چکا کہا اوسنی منع کیا اسکو پہر جب پڑہ

چکا کہا اوسنی کیا منع کیا تو نی مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچہی قرآن پڑہنی

سی سو تکرار ہوئی اون مین اور وہ تکرار ہین پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی سو فرمایا رسول صلعم نی جس کسی کا امام ہو تو قرات اوسکی امام کی اوس کی

لیے قرات ہی یعنی قرات امام کی مقتدی کی لیے کافی ہی اور شیخ عبد الحق نے

مشکوة کی ترجمی مین لکہا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بخاری اور مسلم کی سوا

نی اسکو روایت کیا ہی اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح

القدیر مین ہی عن ابن عمر رض انہ کان اذا سئل ہل یقرء احد مع

الامام قال اذا صلى احدكم مع الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى
وحده فليقرأ ۔ ابن عمر رض سی روایت ہی جب سوال کیا اونسی کیا قران پڑہی کوئی
امام کی ساتھہ فرمایا جب پڑہی کوئی تم مین سی نماز امام کی ساتھہ تو کفایت کرتا ہی اوسکو
امام کا قران پڑہنا اور جب اکیلا نماز پڑہی تو چاہی کہ قران پڑہی اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح
مین ہی روی محمد فی موطاہ سئل عبد الله بن مسعود رض عن القراءة
خلف الامام قال انصت ویکفیک الامام روایت کیا امام محمد نی اپنی موطا مین
سوال کیا عبد الله ابن مسعود کو قران پڑہنی کی مقتدی مین امام کی پیچھی فرمایا چپ رہ اور بس ہی
تجکو امام کا قران پڑہنا اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہی قال النبی صلی
الله علیه وسلم من قرأ خلف الامام ففی فیه جمرة وفی الکفایة والکافی
قال علی رض من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة فرمایا نبی صلعم
نی جو قران پڑہی پیچھی امام کی بہر جاوی وہ اپنی موہنہ مین چنگاری آگ کی اور کفایہ اور کافی
مین ہی فرمایا علی رض نی جسنی قران پڑہا پیچھی امام کی مقرر اوسنی چہوڑ دی قدیم چال وعن
سعد ابن ابی وقاص وزید بن ثابت من قرأ خلف الامام فلا صلوة له
سعد ابن ابی وقاص اور زید ابن ثابت رض سی روایت ہی کہ جسنی قران پڑہا
پیچھی امام کی اوسکی نماز درست نہین اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر
الوقایہ اور عنایہ مین ہی ومنع المقتدی عن القراءة ماثور عن ثمانین
نفرا من کبار الصحابة ممنوع ہونا مقتدی کا قران پڑہنی سی روایت ہی اسکی
اسی ادمیون نیک اصحابون مین سی اور فتح القدیر اور حاشیة التنقیح اور شرح مختصر
الوقایہ مین ہی عن عبد الله بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن
عبد الله قالوا لا تقرأ خلف الامام فی شیء من الصلوة ۔

۶

عن جابر قال لا تقرأ خلف الامام ان جهر ولا ان خافت وعن
ابن مسعود رض نحوه عبد الله بن عمر او زید ابن ثابت اور جابر بن عبد الله رض
نے فرمایا کہ قرآن مت پڑھو پیچھے امام کے کسی نماز مین اور جابر نے کہا ہے نہ پڑھو تو قرآن
پیچھے امام کے پکار کر نہ ہی امام پا چپکے اور عبد الله بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کے
روایت ہے **پانچوان سوال** حنفی جو نماز مین امین پکار کے نہین پڑھتے اوس
کی کیا دلیل ہے **جواب** دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک
مین جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکھا ہے عن وائل رض انه صلے
الله علیه واله وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین
قال امین و اخفی بها صوته رواه احمد وابو داود روایت ہے وائل رض سے
حضرت نبی صلی الله علیه وسلم جب پہنچے غیر المغضوب علیهم ولا الضالین تک کہا امین
اور پوشیدہ کی اپنی اواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبد الرزاق محدث کی اور
بحر الرائق مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قال اربع
یخفیهن الامام التعوذ وبسم الله واللهم ربنا لك الحمد و
امین کہا چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے او نہین امام اعوذ بالله اور بسم الله اور اللهم
ربنا لک الحمد اور امین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ شریف کی
شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہے عن عمر بن الخطاب رض انه
قال یخفی الامام اربعة اشیاء التعوذ والبسملة وامین وسبحانک
اللهم وعن ابن مسعود رض مثله روایت ہے عمر بن الخطاب سے مقرر
فرمایا اونہون نے کہ پوشیدہ پڑھے امام چار چیزین اعوذ بالله اور امین اور سبحانک
اللهم اور عبد الله بن مسعود سے بھی اسی طرح کی روایت ہے وفی الهدایة لقوله

ابن مسعود رض اربع یخفیہن الامام وذکر منہا التعوذ والتسمیۃ و
التامین۔ ہدایہ مین لکہا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض کی روایت سی چار چیزین ہین کہ
پوشیدہ کہی اونکو امام اور بیان کیا اونہین سی اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور امین اور
تخریج احادیث الہدایہ اور فتح القدیر مین ہی کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی
اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نی روایت کی وائل سی اور اوسی اپنی باپ سی انہ
صلے اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین
واخفی بہا صوتہ مفہوم ترجمہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچی غیر المغضوب علیہم ولا
الضالین تک فرماتی امین اور پوشیدہ کرتی اوسکی ساتہہ اپنی اواز کو **چھٹا سوال**
حنفی جو سوای شروع کی تکبیر کی وقت پہر ہاتہہ نہین اوٹہاتی اسکی کیا دلیل ہے
جواب تیسیر الوصول کی ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول مین ہی عن براء قال رایت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب
من اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابو داود روایت ہی براء رض سی کہا دیکہا
مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتی نماز باندہ کرتی ہاتون کو اپنی کانو
کی نزدیک تک پہر نہ دہراتی نکالا اوسکو ابو داود نی اور تیسیر الوصول کی اوسی
۲۱۵ صفحہ مین ہی عن علقمۃ رض قال قال لنا ابن مسعود رض یوما الا
اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ
الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح اخرجہ اصحاب السنن روایت
ہی علقمہ رض سی کہا فرمایا مجکو عبد اللہ ابن مسعود رض نی ایکدن بتاتا ہون مین تمکو
نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر نماز پڑہی اور نہ اوٹہائی اپنی ہاتہہ مگر ایک دفعہ
شروع کی تکبیر کی ساتہہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داود نی وفی التیسیر۔

الصواب قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم
وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة کہا ابن
مسعود رض نے نماز پڑھی مینے نبی صلعم کے ساتھ اور ابوبکر اور عمر رض کے
سو نہ اوٹہاتے اوہتوں نے اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین ذ فی الکفایة
والکافی والعنایة والنهایة قال ابن عباس رض ان العشرة مبشرة
بالجنة رضی الله عنهم ما کانوا یرفعون ایدیهم الا فی افتتاح الصلوة
اور کہا ابن عباس نے مقرر عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹہاتے
تہی وہ اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین ذ فی شرح مختصر الوقایة عن براء بن
عازب رض قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا کبر
لافتتاح الصلوة رفع یدیه حتی یکون ابهاماه قریبا من شحمتی
اذنیه ثم لا یعود روایت براء بن عازب رضی کہا نبی صلعم جب
تکبیر کہتے شروع نماز مین اوٹہاتے اپنے ہاتھ یہان تک کہ پہنچتے دونون انگوٹھے
اونکے دونون کانون کی لو تک پہر نہ دہراتے اور جامع الاصول اور بحر الرائق
اور تبیین الحقایق مین ہی قال جابر رض رایت رسول الله صلی
الله علیه وسلم رفع یدیه حین افتتح الصلوة ثم لم یرفعهما
حتی انصرف اخرجه ابوداود اور کہا جابر نے دیکہا مینے رسول صلی
الله علیه وسلم کو کہ بلند کئے حضرت نے اپنے ہاتون کو شروع نماز کی وقت پہر
نہ اوٹہاتے اونکو جبتک کہ پڑہ چکے نماز نکالا اسکو ابوداود نے ذ روی
الطحاوی والطبرانی باسناده الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی
صلعم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة

رفع یدین القنوت فی الوتر و فی العیدین الحدیث روایت کیا ہی طحاوی
نی اور طبرانی نی جو دونوں کتابیں معتبر حدیث کی ہیں اپنی سندسی کہ ابن عمر اور ابن
عباس کے طرف نسبت ہی حضرت نبی صلعم نی فرمایا کہ نہ اوٹھائی جاویں ہاتہہ مگر سات
جگہوں میں نماز کی شروع میں اور قنوت کی تکبیر جو وتر میں ہی اور عیدین کی نماز
میں آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ میں ابراہیم نخعی سی ہی بعینہ یہہ حدیث
مروی ہی اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور کتابیں ہیں اونمیں
لکہا ہی عن قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناه و ترک فترکناه
فرمایا ابن مسعود رض نی اوٹہائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی ہاتہہ تو اوٹہائی ہمنی اور
چھوڑ دیا حضرت نی تو چھوڑ دیا ہمنی اوس سی اور نہایہ اور عنایہ میں جو ہدایہ کی شرح ہے
لکہا ہی ان عبد الله ابن زبیر رض رای رجلا یصلی فی المسجد الحرام و یرفع
یدیه عند الرکوع و عند رفع الراس منه فلما فرغ من الصلوة قال له
لا تفعل فان هذا شیء فعله رسول الله صلعم ثم ترکه عبد الله
ابن زبیر رضی اللہ عنہ نی دیکہا ایک شخص کو نماز پڑہتی ہوی مسجد الحرام میں اور وہ اوٹہاتا
تہا اپنی ہاتہہ رکوع کی وقت اور رکوع سی سر اوٹہانیکی وقت پہر جب وہ چکا نماز کہا
اوسکو مت کر یہہ ایک چیز ہی کہ کیا تہا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی پہر
چھوڑ دیا اسکو اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ میں ہی وان جابر بن سمرة
قال خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما لی اراکم رافعی
ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة شمس ای صعب
جابر ابن سمرہ رض نی کہا آئی ہماری سامنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر فرمایا
کیا سبب ہے کہ دیکہتا ہوں میں تمکو اوٹہاتی والی ہاتوں کو اپنی گویا دم گہوڑوں کی

سخت بی قرار گہوڑونکی دمین یعنی حرکت کرو نماز مین اور ٹہرا رہو نماز مین۔ وَحِیْنَ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وسلم اَقْوَامًا رَفَعُوْا اَیْدِیَہُمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ
مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّہَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ
اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ اَیْضًا وَیُ فِی الصَّلٰوۃِ جب دیکہا نبی صلعم
نی کہ اوٹہاتی ہین اپنی ہاتون کو نماز مین رکوع کی وقت اور رکوع سی سر اوٹہانی کے
وقت تو فرمایا کیا وجہ ہی کہ دیکہتا ہون مین تمکو اوٹہانیوالی ہاتون کو اپنی گویا
دم گہوڑون کی جو سخت بی قرار ہین نماز مین اور دوسری روایت مین نہیر ہے
رہو نماز مین یعنی ہاتون کو حرکت نہ دو **ساتوان سوال** حنفی جو صبح کی
نماز مین دعای قنوت نہین پڑہتی اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث
ہی ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۳۰۴ صفحہ مین عن انس رض
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَہْرًا ثُمَّ تَرَکَہٗ رَوَاہُ اَبُو
دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ روایت ہی انس رض سی مقرر نبی صلعم نی قنوت پڑہی مہینی بہر پہر
چہوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابوداود اور نسائی نی اور اسی کی ۴۰۴ صفحہ مین ہے
عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ رض قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ
خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ
ہٰہُنَا بِالْکُوْفَۃِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِیْنَ اَکَانُوْا یَقْنُتُوْنَ قَالَ اَیْ
بُنَیَّ مُحْدَثٌ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ روایت ہی
ابی مالک اشجعی رض سی کہا پوچہا مینی اپنی باپ سی البتہ نماز پڑہی تمنی رسول اللہ
صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کی ہان کوفہ مین قریب پانچ
برس کی کیا قنوت پڑہتی تہی انہون نی کہا اوسی ای میری لڑکی یہہ بدعت نکالا اسکو

ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور تیسیر الوصول کی ۲۲۲ صفحہ میں ہی قنت رسول
الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم شہرًا بعد الرکوع فی صلوٰۃ الصبح وفی روایۃ
ابی داود والنسائی قنت شہرًا ثم ترکہ قنوت پڑہی رسول صلعم نی مہینہ بہر
بعد رکوع کی صبح کی نماز میں اور روایت میں ابو داود اور نسائی کی ہی کہ قنوت پڑہی
حضرت نی ایک مہینہ پہر چہوڑ دیا اوسکو **اٹہوان سوال** حنفی جو نماز میں دہنا پانو
اوٹہا کر بائیان پانون بچہا کر بیٹہتی ہین اس کے کیا دلیل ہی **جواب** حدیث
مشکوۃ شریف کی ۷۴ صفحہ مین عن عائشہ رض قالت کان رسول الله صلعم
یفرش رجلہ الیسریٰ وینصب رجلہ الیمنیٰ رواہ مسلم روایت ہے عائشہ
رض سی کہا بچہاتی تہی رسول الله صلعم بائیان پانون اپنا اور کہڑا رکہتی تہی دہنا
پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نی اور تیسیر الوصول کی ۲۲۳ صفحہ میں ہی عن علی بن
عبد الرحمن قال صلیت الی جنب ابن عمر رض فقلبت الحصی فقال
لا تقلب الحصی وافعل کما رأیت رسول الله صلے الله علیہ وآلہ
وسلم یفعل قلت وکیف رأیت رسول الله صلعم یفعل قال
هکذا ونصب الیمنیٰ واضجع الیسریٰ الحدیث روایت ہی علی ابن عبد الرحمٰن
سی کہا نماز پڑہی میں ابن عمر کی پہلو کی طرف سو سرکائین میں کنکریان کہا مجکو ابن
عمر نی نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکہا مین نی رسول الله صلعم کو کرتی پوچہا میں
کس طرح دیکہا تم نی رسول الله صلعم کو کرتی کہا اس طرح اور کہڑا کیا دہنی پانون کو
اور بچہایا بائین کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ مین ہی عن وائل ابن حجر رض
قال افترش رسول الله صلے الله علیہ وسلم رجلہ الیسریٰ ورفع یدہ
علی فخذہ الیسریٰ ونصب الیمنیٰ روایت ہی وائل ابن حجر رض سی کہا بچہایا

رسول اللہ صلعم کی اپنا بایان پاوں اور اوٹھایا اپنا داہنا پاؤں اور ران پر اوپر
اوکبڑا کیا دانا پانوں اور اسی کتاب کی ۲۲۴ صفحہ میں ہی عن عبد اللہ
بن عبد اللہ بن عمر رض قال انما سنۃ الصلوۃ ان
تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری اخرجہ البخاری ومالک والنسائی
روایت ہی عبد اللہ عمر رض کی بیٹی سی کہا ابن عمر نی سنت نماز میں یہی ہی کہ کہڑا
رکہی تو اپنا داہنا پانوں اور بچہادی بایان نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی
وفی روایۃ النسائی ان تنصب القدم الیمنی واستقبالہ باصابعہا
القبلۃ والجلوس علی الیسری اور ایک روایت میں نسائی کی سنت ہے
کہڑا کرنا داہنی قدم کو اور برابر رکہنی اوسکی انگلیونکو قبلہ کی طرف اور بیٹھنا بائیں
قدم پر تو ان **سوال** حنفی نماز میں جو سجدہ کرنیکی وقت پہلی گہٹنوں کو
زمین پر رکہتی ہیں بعد اوسکی ہاتوں کو اور سجدہ سی اوٹھتی وقت پہلی ہاتوں کو
زمین سی اوٹہاتی ہیں بعد اوسکی گہٹنوں کو اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث
ہی تیسیر الوصول کی ۱۲۲ صفحہ میں عن وائل بن حجر رض قال کان النبی
صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نہض رفع یدیہ
قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن وفی اخری لابی داود واذا نہض
نہض علی رکبتیہ واعتمد علی فخذیہ روایت ہی وائل رض سی کہا تہی
نبی صلعم جب سجدہ کرتی رکہتی اپنی گہٹنوں کو پہلی اپنی ہاتوں کی اور جب کہڑی
ہوتی اوٹہاتی اپنی ہاتہ پہلی اپنی گہٹنوں کی نکالا اسکو اصحاب سنن یعنی
ترمذی نسائی ابو داود نی اور دوسری روایت میں ابو داود کی اور جب
اوٹہتی حضرت اوٹہتی اپنی گہٹنوں پر اور زور دیتی ہاتوں کا اپنی زانو پر اور اوپر

صحیح میں ہی عَن ابن عمر رض نَہیٰ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہ وسلم
اَن یَعتَمِدَ الرَّجُلُ عَلیٰ یَدَیہِ اِذَا نَھَضَ مِنَ الصَّلوٰۃِ منع فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ بوجہ دے آدمی اپنے ہاتون پر کہڑی ہونے کی وقت نماز مین اور
مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکہا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے
ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تہے گہٹنون سے شروع کرتے
اور ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکہتے تہے ہاتون
کو پہلے گہٹنون کی پہر حکم ہوا کہ رکہین اپنے گہٹنون کو پہلے ہاتون کی دسواں
سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کی سجدے کی بعد بغیر
بیٹہنے اور بدون ٹیک لگانے ہاتون سے زمین پر اوٹہتے ہین اسکی کیا دلیل ہے
جواب حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح مین عَن اَبِی ھُرَیرَۃ رض
قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم یَنھَضُ فِی الصَّلوٰۃِ عَلیٰ
صُدُورِ قَدَمَیہِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹہتے تہے نماز مین پیرون کی سرون
پر یعنی اونگلیون کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹہنے اور بدون ٹیک لگانے ہاتون سے زمین پر
اور کافی مین ہے اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیہِ السَّلَامُ کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ السُّجُودِ فِی
رَکعَۃِ الاُولیٰ وَالثَّانِیَۃِ نَھَضَ عَلیٰ صُدُورِ قَدَمَیہِ جب سر اوٹہاتے حضرت
اپنا سجدے سے پہلی اور تیسری رکعت مین اوٹہتے پیرون کی انگلیون کے جڑ پر اور فتح
القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح مین ہے اَخرَجَ ابنُ اَبِی شَیبَۃَ
عَنِ ابنِ مَسعُودٍ رض اَنَّہٗ کَانَ یَنھَضُ فِی الصَّلوٰۃِ عَلیٰ صُدُورِ قَدَمَیہِ
وَلَم یَجلِس وَاَخرَجَ نَحوَہٗ عَن عَلِیٍّ رض وَکَذَا عَنِ ابنِ عُمَرَ وَابنِ زُبَیرٍ
وَعَن عُمَرَ رض وَاَخرَجَ عَنِ الشَّعبِیِّ کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَاَصحَابُ رَسُولِ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینهضون فی الصلوۃ علی صدور اقدامہم وأخرج
النعمان بن ابی عیاش ادرکت غیر واحد من اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فکان اذا رفع راسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ
الاولی والثالثۃ نهض کما هو ولم یجلس نکالا ابن ابی شیبہ نی ابن مسعود رض
سی مقرر یہ او ٹہتی تہی نماز مین اپنی پیرون کی اونگلیون کی جڑ پر اور نہ بیٹھتی تہی
اور نکالا ایسا ہی علی رض سی اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سی اور
نکالا نعمان ابن عیاش نی پایا مین بہت سے اصحابون کو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی سو جب اوٹہاتی اپنا سر دوسری سجدے سی پہلی رکعت اور تیسری
رکعت مین اوٹہتی جس حال مین تہی اور نہ بیٹہتی

گیارہوان سوال

جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑہتی ہین اسکی کیا
دلیل ہی **جواب** ماثبت بالسنہ مین لکہا ہی بیہقی نی روایت کی سند
صحیح سی انہم یقومون علی عہد عمر رض بعشرین رکعۃ وفی عہد عثمان
وعلی رض مثلہ یعنی صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام کرتی تہی یعنی پڑہتی
تہی حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے
وقت مین بہی اسی طرح اور علمای حرمین یعنی مکی اور مدینی کی عالمون کا بہی ہمیشہ
سی اسی طور پر عمل چلا آتا ہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح فارسی مین
مشکوۃ شریف کی جو لکہا ہی اوسکا ترجمہ یہ ہی اور ابن شیبہ نی ابن عباس رض
سی روایت کی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی جو نماز پڑہی بیس
رکعت تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا
کہ ہر کوئی گہر مین اپنی پڑہتا یا مسجد مین اور جب کچہ زمانہ حضرت عمر رض

کی خلافت کا لکہ اتب انہوں نی لوگوں کو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت
سی پڑہنی کو حکم فرمایا اور نہایۃ المراد میں جامع الجوامع سی منقول ہی کہ اَلتَّرَاوِیحُ
مُؤَکَّدَۃٌ وَمَنْ لَمْ یَرَہَا سُنَّۃً مُؤَکَّدَۃً فَہُوَ رَافِضِیٌّ یُقَاتَلُ کَمَنْ لَا یَرَی
الْجَمَاعَۃَ قَالَ اَہْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ اَنَّہَا سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم صَلَّاہَا
لَیْلَتَیْنِ وَقَدْ صَلَّاہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً بِعَشْرِ
تَسْلِیْمَاتٍ ثُمَّ تَرَکَ مَخَافَۃَ اَنْ تَجِبَ وَکَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَاَصْحَابِہٖ حِرْصٌ
فِیْ قِیَامِ اللَّیْلِ کَانَ الرَّجُلُ مِنْہُمْ یُصَلِّیْ مِائَۃَ رَکْعَۃٍ وَاَکْثَرَ وَکَذَا فِیْ
زَمَنِ اَبِیْ بَکْرٍ رض فَلَمَّا ظَہَرَ الْکَسَلُ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ رض خَافَ اَنْ
یَنْدَرِسَ فَالصَّحَابَۃُ اتَّفَقُوْا مَعَہٗ عَلٰی اَنْ یُصَلُّوْا بِالْجَمَاعَۃِ وَزَیَّنُوا
الْمَسَاجِدَ بِالْقَنَادِیْلِ وَلَمْ یَکُنْ عَلِیٌّ رض حَاضِرًا فَلَمَّا رَاَی الْجَمَاعَۃَ
وَالْقَنَادِیْلَ قَالَ اَقَامَ اللّٰہُ اُمُوْرَ عُمَرَ کَمَا اَقَامَ سُنَّۃَ نَبِیِّنَا فَثَبَتَ
وَصَحَّ اَنَّ النَّبِیَّ صلعم صَلَّاہَا عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَفِی الْجَزْرِ سُنَّۃٌ
مُؤَکَّدَۃٌ بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ تَارِکُہَا مُبْتَدِعٌ غَیْرُ مَقْبُوْلِ الشَّہَادَۃِ وَہِیَ
سُنَّۃٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ یعنی نہایۃ المراد میں جامع الجوامع کی جو حدیث کے
معتبر کتاب ہی منقول ہی کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہی اور جو کوی اسکو سنت مؤکدہ
اعتقاد نکری تو وہ رافضی ہی مقاتلہ کیا جاویگا اوسکی ساتھ جیسا جماعت کو سنت
مؤکدہ نجانی والی کی ساتھ اور اہل سنت وجماعت نی کہا ہی کہ یہہ تراویح سنت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پڑہا تہا حضرت نی اوسکو دو رات اور نی شبیہ
حضرت نی تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سی پہر چہوڑ دیا اوسکو خوف سی واجب ہو
جانی کی یعنی اگر واجب ہو جاتی تو امت پر مشکل پڑ جاتی کی اور تہا رسول اللہ صلی

السد علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کو تہوڑا تہوڑا نماز پڑہتی ہین رمضان کی رات کو کوی اونمین سی دو رکعت پڑہتا اور کوی زیادہ اور اسی طرح زمانی مین ابوبکر رض کی پڑہتی تہی پہر جب سستی ظاہر ہوی عمر رض کی زمانہ مین ڈری اس سنت کی چہوٹنی سی تب اصحابون نی عمر کی ساتہہ اتفاق کیا اسبات پر کہ تراویح کے نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو قندیلون سی آرایش کرین اور اوسوقت حضرت علی حاضر نہ تہی پہر جب اونہون نی جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا الله تعالے قایم رکہی عمر کی کامون کو جیسا اونہون نی قایم کیا ہمارے نبی کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرت نی تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی اور بہت جو کتاب معتبر ہی اونمین لکہا ہی کہ تراویح سنت موکدہ ہی صحابہ کی اجماع سے اور ترک کرنیوالا اوسکا بدعتی کواہی اوسکی قبول نہو کی اور وہ سنت ہی مردون اور عورتون کی حق مین سب خلفای راشدین نی اس نماز تراویح مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق وہ سنت موکدہ ہو کئی کہ جیسی سنت پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کے امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفای راشدین کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام مین لکہا ہی عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ لازم پکڑو اپنی اوپر یہہ سنت ہماری اور سنت ہماری سب خلیفون کی کہ رشد اور ہدایت پای ہوی ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو ان سبکو والتوفیق

ایک بارہوان سوال حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت پڑہتی ہین اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث ہی تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الوتر مین وعن سعید العزیز بن الجریج قال سألنا عائشة رضی الله عنہا

السؤال ١٧

ہل یجوز للمقلد اذا وصل الیہ حدیث یخالف ظاہرہ مذہبہ ذلک المقلد ان یترک مذہبہ ویعمل علی ظاہر الحدیث وان لم یعلم ان ذلک الحدیث ماول او منسوخ او مصروف عن ظاہرہ او صحیح او ضعیف

بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ كَانَ
يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ
وفي الثالثة بقل هو الله احد والمعوذتين اخرجه اصحاب السنن
عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال کیا میں نے حضرت عائشہ رض سے کہ کن سورتوں سے
وتر پڑھتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتے تھے
وتر کی پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے میں قل یا ایہا
الکافرون اور تیسرے میں قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب
الناس نکالا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابو داود نے اور اوسی تیسیر الوصول
میں ہے وعن عائشة رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی
رکعتی الوتر اخرجه النسائی حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سلام نہیں پھیرتے تھے وتر کی دو رکعت میں یعنی وتر کی نماز میں دو رکعت
کے بعد سلام نہیں پھیرتے بلکہ تینوں رکعتوں کو ایک ساتھ پڑھتے تھے اور ہدایہ اور تبیین
الحقائق اور سفر السعادت میں ہے روت عائشة رض ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلاث وحکی الحسن رح اجماع السلف علی الثلث روایت
ہے عائشہ رض سے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور حسن بصری سے
حکایت ہے کہ اگلے لوگوں کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر اور تبیین الحقائق
میں ہے انه صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات یقرء فی
الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیة بقل یا ایہا الکافرون وفی الثالثة
بقل هو الله احد ويقنت قبل الركوع پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے
تین رکعت پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے میں قل

یا ایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد اور وتر کو حق ہیلی دعا قنوت پڑہتی
اور اسی طرح عبد الرزاق میں بہی لکہا ہی **تیرہوان سوال** حنفی علما کی نزدیک
وہ سب حدیثین جو اوپر کی جوابون میں لکہی گئی ہین نماز کی افعال کی دوسری
حدیثون کی بہ نسبت جو دوسری مجتہدون کی مذہب کی موافق ہین حدیث کی راویون
اور اونکی تحقیقات کی روسی صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین **جواب** یہہ سب
حدیثین جو اوپر لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سی منقول ہین اور اون کی
جمع کرنیوالون نی اپنی اوپر یہہ لازم کرلیا ہی کہ جو حدیث صحیح پاوی اوسیکو اپنی
کتاب میں لکہا پہر دوسری علما اور محدثین اور فقہای معتبرین نی بہی اون
حدیثون کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پہر اسی واسطی ان حدیثون کو فقہ
کی کتابون میں بہی داخل کیا اور فقہ کی مسئلہ پہ اون حدیثون کو دلیل گذرانا چنانچہ
جتنی حدیثین کہ سابق مذکور ہوئی ہین ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند
اور تعیین مقام کی ساتہہ لکہا گیا ہی جسکو شبہہ ہو تو ان کتابون سی ملالی مثلاً
امام زیلعی نی تخریج احادیث الہدایہ میں لکہا ہی روایت کیا ہی حدیث اخفای
آمین کو امام احمد حنبل اور ابوداود اور طیالسی اور ابو یعلی نی اپنی مسندین میں اور طبرانی
نی اپنی معجم میں اور دارقطنی نی اپنی سنن میں اور حاکم نی مستدرک میں انہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
قال آمین وخفض بہا صوتہ اور کہا کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد ہی بلکہ جو حدیث
کہ امین پکار کر کہنی میں وارد ہی اور امام شافعی رح اوسی دلیل لاتی ہین اوسکو
یحیی ابن معین نی کہ سردار محدثون کی اور شیخ اور استاد ہین امام محمد بخاری
کی جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ میں لکہا ہی ضعیف کہا ہی جیسا کہ امام عینی

ومعرفة الموضوع من اللغات ومعرفة الفصيح والرديء ومعرفة الفصيح والافصح ومعرفة المتواتر والآحاد ومعرفة المستعمل والمهمل ومعرفة الغريب ومعرفة العلل ... ومعرفة المشترك ... ومعرفة الحقيقة والمجاز في اللغة ومعرفة الاشتقاق ومعرفة الاضداد ومعرفة المطلق والمقيد ومعرفة الابدال والقلب وغير ذلك مما هو كله يتعلق بعلم اللغة وبالجملة ...

۱۹

فی تبیین الحقایق مین لکہاہی قال الشافعی یحتج لنا عند الجہر بالقراءۃ بحدیث وائل انہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال آمین ومد بہا صوتہ وما رواہ ضعفہ یحیی ابن معین وذکر بکرہم یحییٰ اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کی نزدیک معتمد علیہ ہین فتح القدیر مین اس حدیث کو معلول کہاہی اور اسی طرح سے وہ حدیث جس مین مذکور ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پہر اور تکبیرون کی وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسی حسن کہاہی جیساکہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کی ترجمہ اور سفر السعادت مین لکہاہی کہ ترمذی گفت حدیث ابن مسعود حسن است اور اسی طرح بڑی بڑی محدث علماؤن نے اس حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہی جیساکہ ابو داود نے اور امام محمد نے موطا مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور ابو یعلی نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی روسی یا اپنی مذہب کے رعایت سی یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے اوسنی سنا تہا یا جسکی وسیلہ سی اوسکو پہنچا تہا وہ راوی معتبر نہ تہا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہہ کہنا اوسکا کچہہ معتبر نہین ہی اگر ہو تو اوسکی حق مین اور اوسکی زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے کہ اوستاد اوسکا ضعیف تہا ہمارے علماے محدثین اور فقہای محققین کی نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہی کیونکہ اون کی استاد جس سے اونہون نے سنا تہا وہ سب عادل اور فقیہ تہی اور سب علماء حنفی کا ان سب حدیثون پر عمل ہے پس بے شک ان کی نزدیک یہہ حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطے کہ منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ علماء حنفی کی نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے

۲۰

کی منسوخ ہی جیسا کہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ میں کہ ہر شہر میں مسلمانوں کے
مشہور ہی اور بڑی معتبر کتابین مین لکہا ہی قال عبد اللہ بن مسعود
رض ترک الناس الجہر بالتامین حماقۃ کی لا یعلم بالترک یعنی
لوگوں نی شور کرکی امین کہنا چہوڑ دیا اور نہیں چہوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل
ہوا انکو اوسکی منسوخ ہونی پر اور اسی طرح سی حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ
ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی شرح سفر السعادۃ مین لکہا ہی اور
ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ مین ابن زبیر رض سی روایت
ہی کہ قال لہ یا ہذا فان ہذا شیء فعلہ النبی صلعم ثم ترکہ
یعنی مت رفع یدین کر اے فلانی کیونکہ اس رفع یدین کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نی پہلی کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ
مین عبد اللہ ابن مسعود رض سی روایت ہی رفع النبی صلی اللہ علیہ
فرفعناہ وترکہ فترکناہ یعنی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جب رفع یدین
کیا تہا ہم نی بہی کیا تہا اوسی اور جب چہوڑ دیا ہمنی بہی چہوڑ دیا اوسی ++++

چودہوان سوال اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوی اور حقیقت مین
کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ ان حدیثوں کی برخلاف عمل کری اور انکو صحیح
سمجہانی اور دوسری حنفیونکو برخلاف اونکی سکہاوی اور دوسری حدیثونکو
اون حدیثوں کی بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجہی اور دوسرونکو سمجہاوی
اور لوگونکو فقہ کی کتابوں سی بد اعتقاد کرداوی اور یون کہی کہ قران اور
حدیث مین جو باد عمل کرو فقہ کی بات نسنو اور تقلید کسی کی خصوصا مذہب
حنفی کی نکرو اور حنفی علما کی فتوی اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکی سبب لوگونمین

سخت اختلاف اور بڑی لڑائی پڑی اور آپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر کری بلکہ اگلی علما حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کری اور اونکی حق مین کلمہ حقارت کا کہی تو وہ حقیقت مین اگلی حنفی علما کا بلکہ تینون اماموں کا مخالف ہوا اور اون پچھلی علما کو بہ نسبت اپنی بی علم اور بی سمجہہ اور حقیر سمجھا یا نہین اور ایسی حرکت سے اوسکی یہہ جو سینکڑون برس سی علماؤن کی دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر متفق ہو گئی ہین اور جمعیت باندھی تہی اوسنی اس اتفاق اور جمعیت کو توڑ کر لوگون کو خصوص عوام مسلمانون کو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہین

جواب تیرہوین سوال کے جواب سی ظاہر ہی کہ وہ سب حدیثین علماء حنفی کی نزدیک صحیح اور غیر منسوخ ہین پس جو کوئی انکو غلط سمجہی اور صحیح غیر منسوخ نجانی اور اون پر عمل نکری وہ شخص البتہ علماء حنفی کا مخالف ہوا پر جب وہ مقلد کسی کا نہو تو بی شبہہ سب کا مخالف ٹہیرا اور ظاہر ہی کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور غیر منسوخ نہین سمجہتا بلکہ اپنی گمان مین خلاف اوس کی بوجہتا ہی بلکہ وہ اور حنفیون کو اون حدیثون پر عمل کرنیسی باز رکہتا ہی اور برخلاف اوس کے سمجہاتا ہی اور ترغیب دیتا ہی اور اوسی پر اعتقاد کرواتا ہی تو بیشک اون پچھلے علما کو اپنی بہ نسبت بی علم اور بی سمجہہ اور حقیر جانتا ہی اور بے شبہہ مسلمانون کے جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہی اور لوگون کی دل مین شک اور تردد ڈالتا ہے اور عوام کو اس راہ مستقیم سی پہیرتا ہی اور اون علما سی بد اعتقاد کرواتا ہی اور جب عوام اوس کی ایسی باتون اور حرکتون سی اور برخلاف سمجہانی سی علمای حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتی اور اون کی حقارت کرتی ہین اور اون کے مقلد کو برا جانتی ہین تو بیشک وہ لوگون کو ہدایت سے باز رکہنی والا ہوا اور گمراہ بنانی

والاتحریر اولیلیین ایسکی اکی آتی ہین **ہیلا پندرہوان سوال** اس گروہ

کا یہ حال ہی کہ حنفیون کی جماعت سی دور رہتی ہین اور جن جن مسجدون مین

یعنی ہماری جماعت حنفیون کی ہوتی ہی حاضر نہین ہوتی خصوصاً جس مسجد مین

کہ منفی علما حاضر ہون نہین جاتی اور اون کی اقتدا نہین کرتی بلکہ اوس جماعت

کو چہوڑ کر اپنی گروہ کی ساتہہ ہو کر دوسری جماعت کرتی ہین اور لوگون کو بہی

اسی طرح سکہاتی ہین اور ائمہ حنفیہ کو برا کہتی ہین اور اونکی اور اونکی کتابون

کی حقارت کرتی ہین اور دوسرون سی بہی کرواتی ہین اور انکی مقلدون کو برا جانتی

ہین اور اکثر مسائل مین فقہ کی خلاف کرتی ہین اور حنفیون کو اونکی خلاف مذہب

کی باتین سکہلاتی ہین اور اونکی مذہب کی اہانت اور فقہ کی مسایل کی حقارت

اور اپنی زعم کی موافق اعتراضات کرتی ہین اور اونکو علمای حنفی اور کتاب فقہ

سی بد اعتقاد کرواتی ہین اور اون سی اور دوسرے حنفیون سی لڑواتی ہین

اور اونکی آپسمین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتی ہین اور عداوت اور

کینہ اونکی اقربا اور دوستون مین ڈلواتی ہین یہان تک کہ اونکی آپسمین ملنا اور

کہانا اور پینا اور ایک جماعت مین نماز پڑہنی بالکل موقوف ہو جاتی ہی اور علما جب

اونکو وعظ اور نصیحت کرتی ہین کہ ایسی فتنہ اور فساد کو چہوڑ دو اور ایسی افعال سی

باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سی نہین پہرتی بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتی ہین

اسی طور کی بہت سی گفتگوئین کرتی ہین اور بہت سی کام کرتی ہین کہ تفصیل کو

اونکی ایک دفتر چاہی بلکہ متعذر ہی تو یہ سب افعال اور اقوال اون کی شرع

شریف مین قبیح اور برا اور وہ لوگ مفسد ہین اور قران اور حدیث مین ایسی

افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہی یا نہین اور جسکو قوت اور قدرت

سو جیسا حاکم یا نایب اوسکا تو ایسی مفسدون کو سزا دیتی اور جسکو اس قدر طاقت ہو
تو ایسی شخص کو نصیحت کری اور جسکو اسکی بہی قدرت ہو تو ایسی شخص سے احتراز کرنا
اور کنارہ رہنا اور دلسی برا جاننا لازم ہی یا نہیں **جواب** اون لوگون کا
جب یہہ سب احوال ہی تو بیشک سب افعال اور اقوال اون کی قبیح اور شنیع اور
وہ لوگ دین مین مفسد ہین اور قرآن اور حدیث مین اس طرح کی افعال اور
اعمال کی بہت مذمت آئی ہی اور بادشاہ اور نایب کو اونکی سزا دینی اون لوگو
اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسی گروہ سی احتراز
اور کنارہ کرنا اور اونکی ساتھہ صحبت نرکھنی اور اونکو دلسی برا جاننا لازم اور واجب
ہی جیسا کہ اللہ تعالی نی قرآن شریف مین تیرہوین سیپارہ کی نوین رکوع مین فرمایا ہی
قال و الذین ینقضون ... ویفسدون فی الارض اولئک لہم
اللعنۃ ولہم سوء الدار یعنی جو لوگ فساد ڈالتی ہین ملک مین ایسی لوگ اونپر
لعنت ہی اور اونکو ہی برا گہر اور بیسوین سیپارہ کی گیارہوین رکوع مین لکہا ہی قال اللہ
تعالی و لا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی اور نہ چاہ فساد
ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکہتا ہی فساد ڈالنی والون کو اور دوسری سیپارہ
کی نوین رکوع مین ہی و اللہ لا یحب الفساد اور اللہ تعالی دوست نہین رکہتا
فساد کو اور جامع الاصول مین ہی عن عرفجۃ رض قال رایت رسول اللہ
صلعم علی المنبر یخطب الناس فقال انہا ستکون بعدی ہنات و ہنات
فمن رایتموہ فارق الجماعۃ او یرید ان یفرق امۃ محمد کائنا من کان
فاقتلوہ فان ید اللہ علی الجماعۃ وان الشیطان مع المفارق الجماعۃ
یرکض اخرجہ مسلم روایت ہی عرفجہ سی کہا دیکہا مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتی سو فرمایا حضرت نی نزدیک ہے کہ میری پیچھے بری بری حال پھیلیں گی سو جسکو دیکھو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سی یا وہ ارادہ کرتا ہی تفرقہ ڈالنی کا محمد کی امت میں جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتھ ہی جماعت پر اور بیشک شیطان ساتھ ہی جدا ہونی والی کی ہتھو کرتا ہوا لیکن اسقدر جاننا چاہیے کہ ایسی شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہی دوسری کو نہیں کیونکہ اس میں فساد اور زیادہ ہوگا اور مشکوۃ باب الاعتصام میں وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ روایت ہی ابن عمر رض سی کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی یعنی اکثر علما جس طرف ہوں اون کی متابعت کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سی اور نکالا اجماع سی جمہور علما کی تو ڈالا جاویگا وہ جہنم کی آگ میں وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی کہا ابن عمر نی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ بیشک خدا تعالی نہیں جمع کرتا ہی میری امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب ہوگا خدا کا ہاتھ جماعت پر ہی یعنی اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مددگار ہی جو کوئی جماعت سی نکلیگا اور اونکی طریقہ کو چھوڑ دیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم کی آگ میں اور مشکوۃ کی باب الامر بالمعروف میں ہی عن ابی سعید الخدری رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ

وذلك اضعف الایمان رواه مسلم پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی
تم میں سی دیکھی بری کام کو تو چاہی کہ تغیر دیوی اوسکو اور باز رکھی اوسکو اپنے
ہاتھہ سی یعنی مارنی اور توڑنی اور کرنی سی جس طرح سی ہو سکی اگر قدرت رکھے
اوسکی پہر اگر ہاتہہ سی قدرت نہ رکھی تو زبان سی تغیر دی یعنی منع کری اور ڈرائے
اور سخت کہی اگر اوسکی قدرت رکھی پہر اگر قدرت رکھی پہر اگر زبان سی بہی طاقت
نہ رکھی تو دل سی اوسکو تغیر دیوی یعنی دل سی اوسکو برا جانی اور اوس سی دور
رہی اور اوس سی صحبت نہ رکھی اور خالی دل سی برا جاننا ضعیف تر ایمان کا ہی
یعنی ادنی درجہ ایمان کا یہہ ہی کہ دل سی تو برا جانی اور اسی باب میں ابو بکر صدیق
رض سی روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ
فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُونَ إِلَّا يُوشِكُ
أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ یعنی نہیں ہی کوئی قوم کہ کئی جاوین اونکی درمیان برے
کام پہر وہ قوم قدرت رکہین دفع کرنی پر اوسکی پہر اوسکی ساتہہ اوسکو دفع نکرین
تو نزدیک ہی کہ گہیر لیوی ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوۃ کی جلد رابع کی ۱۹۲
صفحہ میں باب الامر بالمعروف میں لکہا ہی عن ابی ثعلبة فی قوله تعالی عَلَيْكُمْ
أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَقَالَ أَمَا وَاللهِ لَقَدْ
سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ صلعم فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا
عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً
وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ
وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ فَإِنَّ وَرَاءَكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِيهِنَّ كَانَ كَمَنْ
قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ قَالُوا

يا رسول الله اجر خمسين منهم قال اجر خمسين منكم رواه الترمذي

وابن ماجة روایت ہی ابی ثعلبہ سی تفسیر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو کہا

ابی ثعلبہ نی سن رکھو قسم خدا کی مقرر میں نی پوچھا تھا اس ایت سی پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت کی لحاظ سی امر معروف اور نہی منکر

کرنا فرمایا حضرت نی نہ چھوڑو بلکہ لوگون کو اچھی باتین بتاؤ اور بری باتون سی ڈراؤ یہانتک

یہان تک کہ دیکھی تو ای سننے والی بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ اوسکی اطاعت

کی جاتی ہی اور دیکھی تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی جاتی ہی اور دیکھی تو دنیا

کو کہ اختیار کی جاتی ہی آخرت پر اور دیکھی تو اچھا جاننا اور بہتر سمجھنی ہر ایک سمجھ

والی کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالمون کی طرف بلکہ آپ ہی فتوا

اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا اور دیکھی تو ایسی کام کو کہ جس سے

تو الگ نہیں ہو سکتا یعنی ایسا کوئی کام برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگونکو

منع کرے تو تیری بات نہ مانین اور اگر تو نہ کرے تو لوگ تجھے برا کہین اور تجھے

رہنا اختیار کری تو نی اختیار ہی تیری طبیعت اوس پر رجوع کری اور اوس مین جا پڑی

یا مطلب یہ ہی کہ ایک کام ضروری تجھی در پیش ہو کہ جسکی تجھکو احتیاج ہی اور اوسکو

چھوڑنا مشکل ہی سو اگر امر اور نہی لوگون کو کری تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہی یا مراد

یہہ ہی کہ تجھکو کچھ چارہ اور اختیار اوس پر نہو یعنی تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو پس

ان باتون پر لحاظ کر کی اپنی تئین سنبھال اور بچا رکھہ آپ کو بری کامون سی اور

چھوڑ دی عوام لوگون کو اور الگ ہو جا اونسی اور اونکی کامون کی پکڑ نکر کیونکہ

مقرر آگی زمانی مین ایسی دن تمہاری سامنی آنی والی ہین کہ جسمین تمکو صبر کرنا

چاہی انا للہ وانا الیہ راجعون پھر جسنی صبر کیا اون دنون مین گویا اوسنے

آگ کی چنگاریان ہاتھ مین لین ایسی وقت مین شریعت کی حکم پر چلنی والے

۲۷

کو پچاس آدمیون کی برابر ثواب ہی کہ جو ادسکی عمل کے برابر عمل کرتی ہین اور
اس وقت مین ہستی نہین اور اس زمانی مین ہین نہین عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ
اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیون کا جو اونمین سی ہین فرمایا نہین بلکہ
پچاس آدمیون کا ثواب جو تم مین سی ہین روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن
ماجہ نی یہہ عبارت فارسی شرح سی شیخ عبد الحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہی اور چوتھی
جلد شرح فارسی مشکوۃ شریف کی باب اشراط الساعہ مین ۳۰۵ صفحہ کی درمیان
یہہ حدیث ہی عن جابر بن سمرة رض قال سمعت النبی صلعم
إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ روایت ہی جابر سی کہا سنا
مینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتی تہی مقرر پیدا ہونگی قیامت کی قریب جہوٹی
لوگ سو بچو تم اون کی برائیون سی اور مراد جہوٹون سی یا وہ لوگ ہین جو حدیثین
بنا لیتی ہین اور بناتی ہین یا وہ لوگ ہین جو دعوی پیغمبری کا کرتی ہین یا وہ
لوگ ہین جو نئی باتین دین مین ظاہر کرتی ہین اور اپنی خواہش اور بری اعتقاد کو
اصحابون سی اور انکی بزرگون سی نسبت دیکر اپنی دل مین گمان کرتی ہین کہ
راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہی اسی بنیاد مین رکہی ہی والعیاذ باللہ یہہ ترجمہ ہی
شیخ عبد الحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوۃ شریف کا اور پہلی جلد باب الاعتصام
مین ہی عن ابی هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ
تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ
رواه مسلم روایت ہی ابو ہریرہ رض سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نی ہونگی آخری زمانہ مین قریب کہ ہونگی جہوٹی یعنی ایک گروہ ہونگی

کہ وہ اپنی تئین گمراہ فریب سی عالمون اور بزرگون اور شیخ کا دون اور مرشدون کی صورت بناکر لوگون مین ظاہر ہوونگی تاکہ اپنی جہوٹہہ کو ملک مین پہیلادین اور لوگون کو جہوٹی مذہب اور برے مسئلہ کے طرف بلاوین اور لاوین تمہارے پاس حدیثین کہ نہ تم نی سنی انہین نہ تمہارے باپ دادا نی اور مراد اون حدیثون سی یا حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہی دوسری آدمیون کی کہی باتون کو سو دور رکہو تم آپ کو اون سی اور دور رکہو اونکو آپ سی اس لئی کہ کہین گمراہ نکرین تمکو اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سی یہہ ہی کہ دین کی مسائل سیکہنی مین خوب احتیاط کرو اور نئی مذہب والون سی اور جن باتون پر اگلی اچھے سب مسلمان نہون ادنی الگ رہو خصوصا ان لوگون سی جو آدمیون کو بدعت کرنیکی فریب سی اپنی طرف جہکاتی ہین مثلا سنت کے بہانی سی بری طریقی کی طرف دعوت کرتی ہین مثنوی مولوی روم قدس سرہ **نظم** چون بسی ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستی نباید داد دست ✤ حرف درویشان بدزدد مرد دون ✤ تا بخواند بر غریبی آن فسون ✤ کار صیاد آورد بانگ صفیر ✤ تا فریبد مرغ ران مرغ گیر ✤ یہہ ترجمہ فارسی شرح مشکوۃ کا ہی اور مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن علی رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود رواہ البیھقی یعنی قریب ہی کہ اویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین رہیگا اسلام سی مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قران سی مگر لفظ اور خط اوسکا

مسجدیں اونکی ظاہر میں آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکی بدتر ہونگی اون سے جو آسمان کی نیچی ہیں فتنہ دین کا اونسی نکلیگا اور پہر اونہین کی طرف پہریگا اور مشکوۃ فارسی کی چوتہی جلد باب اشراط الساعۃ کی ۴۴۳ صفحہ میں ہی وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأتہ وعق امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلۃ فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظہرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن اخر ہذہ الامۃ اولہا فارتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وآیات تتابع کنظام قطع سلکہ فتتابع رواہ الترمذی روایت ہی ابوہریرہ رض سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی کہ جب ٹہیرالیوین لوٹ کی مال کو دولت یعنی دولت مند اور منصب والی لوگ لوٹ کی مال کو کہ شرع کی حکم سی تمام غازیوں کا حق اوس میں متعلق ہی اپنی قابو میں لیکر آپس میں حصہ کر لیوین اور غریب اور مستحق کو اوس سی محروم رکہیں اور سمجہا جاوے امانت کو غنیمت یعنی جو چیز امانت رکہی جاوی کسی کی پاس اوسمیں خیانت کرین اور اوسکو بجای لوٹ کی مال کی جوکا فرون سی ہاتہ لگتا ہی اپنا حق سمجہیں اور سمجہا جاوی زکوۃ کو ڈانڑ یعنی زکوۃ کی دینی سی لوگوں پر اس قدر سختی گذری گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندہ سی اون کی پاس سے مال لیا جاتا ہی اور سیکہا

ساتواں سوال ۳۰

۳۱

بجا ویگا علم دین کی واسطی اور شریعت کی حکومت کی پھیلانی کی اور اللہ تعالی کی جناب مین نزدیکی حاصل کرنیکی لئی بلکہ دنیا سمیٹنی کو اور عزت اور نام بڑہانی کو اور دنیا کی بھر وار دین سی طلب کرینگی اور تابعداری کریگی مرد اپنی عورت کی ایسی بات مین جس مین دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالی کی فرمودہ کی موافق ہو اور دکہہ دیوی آدمی بی وجہ شرعی کی اپنی ماکو اور طلب رکہی اپنی آشناسی اور کنارہ پکڑی اپنی باپ سی اور ظاہر ہو دین آوازین اور بیہودہ باتین مسجدون مین جیسا اس زمانی مین رایج ہوا ہی اور سرداری اپنی گروہ کا وہ شخص جو اونمین بدکار ہو اور کارباری اور مستمدی اپنی قوم کا کہ لوگ سب اپنی کامون مین اسکی طرف حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہو اور بزرگی اور تعظیم کی جاوی کسی آدمی کی اوسکی برائی کی ڈرسی مثلا ایک ظالم بدکار حکومت پاوی اور غالب ہو جاوی پھر لوگ لاچار ہوکر اوسکی بڑی تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجالاوین اور علانیہ پڑہی پھرین لوگون مین کالی ڈالی عورتین اور اون مین ملجاوین اور ظاہر ہون بجانیکی چیزیں جیسی ڈہولک طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوی شراب اور نشہ کی چیزیں اور لعنت کرین اس امت کی پچھلی لوگ اگلون پر یعنی پچھلی اگلون پر طعن کرین اور اونکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین اور اوسکی پیروی سے انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجہین جب ایسا کیا تو گویا اون پر لعنت بھیجی جیسا کہ مذہب الی الناسون کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ اور اونکی بعد کی لوگون پر لعنت کرتی ہین اور اونکو برا جانتی ہین سو منتظر رہو تم جب یہہ باتین ظاہر ہو دین سرخ ہوا کی اور زمین مین زلزلہ ہونی کی اور اوسکی دہس جانی کی اور اونسون کی صورت بدل جانی کی دوسری صورتی

اور پتہر گرنی کی آسمان سی اور قیامت کی علامتون کی کہ ایک پر ایک ظاہر
ہوگی جس طرح جواہر کا ہار جو کہ گندہا ہوا ہی اور پہر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکی گرنی
لگی ایک کی بعد ایک روایت کیا اسکو ترمذی نی

سولہوان سوال

اگر کوئی شخص مسایل شرعیہ مین حنفیون کی ساتہہ جدال کری مثلا وہ روایت
فقہ کی رد مین کوئی حدیث لاوی تب اوس کی جواب مین کہا جاوی کہ وہ حدیث
ضعیف ہی فلانی محدث نی اوسکو ضعیف کہا ہی تو کہی کہ پیغمبر خدا کا قول
بہی کہین ضعیف ہوتا ہی پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ حدیث ضعیف
اوسکو کہتی ہین کہ جسکی راوی مین کچہہ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہہ کلام فی الحقیقت
پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی تو پہر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من
ذلک تو پہر وہ کبہی چپ رہے کبہی اس بات کو چہوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے
کبہی اور کچہہ بات درمیان مین لا کر شور و غل مچاوی کبہی اوس محدث پر
طعن و تشنیع کری اور اسی طرح سے جب فقہ کی ہدایت سی کہا جاوی کہ آمین
شور سی کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کی ارادہ کی وقت مثلا مکروہ ہی تب کہی کہ
پیغمبر خدا کا فعل بہی مکروہ ہوتا ہی اگر وہ مکروہ ہی تو پیغمبر خدا نی بہی مکروہ کام
کیا تہا تو ہم پہر کیا چیز ہین پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ یہہ مکروہ ہمارے
حق مین ہی اسواسطی کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہی تو پہر شور کی کہنی مین
وہ سنت موکدہ ترک ہوتی ہی اس لیے ہمارے حق مین مکروہ ہوگیا اور ایسے ہی
ارسال یعنی رکوع کی ارادے کی وقت ہاتہہ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہی تو پہر
اوپر کو ہاتہہ اوٹہانی سی وہ سنت موکدہ چہوٹتی ہی اسواسطی ہماری حق مین
مکروہ ہوا پہر وہ اس جواب کی سننے کی بعد اوسی طرح کی حرکات کری اور اوس

جواب

کی جواب مین کچھہ غور نکری اور اسی طرح سی جب اوسکو کہا جاوی کہ امین
زور سی کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہی کہ اگر منسوخ ہوتا تو
امام شافعی رح کیون عمل کرتی تب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ منسوخیت اسکی
امام ابو حنیفہ کی تحقیق کی رو سی ثابت ہی اگر یہہ منسوخیت امام شافعی رح کو
معلوم نہوی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اوسمین کچھہ خلل نہین امام شافعی
رح کچھہ عالم الغیب نہ تہی کہ سب حدیث اور سب احکام شرع کی اون کو معلوم
ہوتی اور اسی کی زعم کی موافق کہا جاوی کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا
امام اعظم عمل نکرتی باوجود اس بات کی کہ زمانا امام اعظم کا بہت قریب تہا حضرت
کی زمانہ سی اور تحقیق انکی سب سی زیادہ تہی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم ہوتا
تو پہر جو جواب تمہارا ہی وہی جواب ہمارا ہی پہر اس جواب کی بعد بہی سابق کی
طرح سی واہی تباہی باتین کہی اور اسی طرح سی جب کوی مسئلہ فقہ کی خلاف لوگون
مین ظاہر کری تب اوسکو کہا جاوی کہ یہہ مسئلہ فقہ کی کتاب کی خلاف ہی تو
کہی کہ فقہ کی کتاب کی مسئلہ پر کیا اعتماد ہی اوسکو تو آدمی نی بنایا ہی اس مسئلہ
کو حدیث مین دکہلاو تب اوسکو جواب دیا جاوی کہ اس مسئلہ کی دلیل یہہ حدیث
فلانی فقہ کی کتاب مین ہی تو کہی کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہی اسکو تو فقہانی
لکہا ہی حدیث کی کتاب مین بتلاو جسکو محدثون نی جمع کیا ہی پہر جب کہا جاوی
کہ یہہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام ابو
حنیفہ مین ہی تب یون کہی کہ ہم ان سب کو نہین مانتی ہین وہ حدیث صحاح
ستہ مین دکہلاو پہر جب اوسکو بتایا جاوی کہ وہ حدیث ترمذی مین مثلا ہی
تب کہی کہ وہ حدیث ضعیف ہی اوسکو تو ابوداود نی ضعیف کہا ہی پہر

جب اوسکی جواب مین یون کہا جاوی کہ اس حدیث کو مجتہدون نی اور بہت سے
فقہای صحیح غیر منسوخ کہا ہی ہر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدون
اور فقہا کی مقابل مین کچہہ اعتبار نہین رکہتا ہی ہر وہ شخص یہہ جواب سنکر بہی سابق کی
طرح لایعنی اور بی معنی بکتا ہی تو اب علما سی سوال کیا جاتا ہی کہ یہہ جواب کہ اوس
شخص کی سوالات مین لکہی گئی ہین صحیح ہین یا نہین اور جو کوی اس طرح سے
سوالات بیجا کری اور اوس کی بی جواب جو سابق سب کو رہوی نہ سنی اور
اپنی جدال اور نزاع سی باز نہ آوی اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہی اور اس حدیث
کو جسکو امام اعظم نی اور ہزارون فقہای صحیح اور غیر منسوخ کہا ہی نہ مانی اور
اونکی تحقیقات پر اعتماد نکری اور فقہ کی کتابون کو نہ مانی اور فقہای محدثین کی جمع
کرنی پر اعتماد نکری بلکہ کلمہ حقارت کا کہی اور اس حدیث قوی کی مقابل مین دوسری
محدث کی کتاب سی کہ جسکا حال اوپر کی صفحہ مین مذکور ہوا خلاف پر دلیل لاوی
اور اونکی مقلدون کو اونکی پیروی سی باز رکہی اور بیچاری عوام کو شک مین ڈالدے
بلکہ مذہب حنفی سی بداعتقاد کردیوی اور امام اعظم کی تقلید سی چہوڑوا دیوی
اور اس طرح کی بی معنی شبہہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کی صفحون مین مذکور ہو چکا
جاہلون کی سامنی بیان کری اور اونکو سکہلاوی اور جواب اوسکا نہ مانی تو
وہ گروہ دین مین جدال اور خصومت ڈالنی والا اور ضال اور خود گمراہ اور
لوگون کو گمراہ بنانیوالا ہی یا نہین **جواب** دی سب جوابات کہ اوس شخص کی
سوالات مین دی گئی ہین سب درست اور راست بلا کم وکاست ہین ان سب
جوابون کی صحت وحقیقت مین کچہہ شک اور شبہہ نہین ہی اور ایسا شخص جسکا
احوال سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سی اوسکی اور اللہ تعالی اعلم ہے

حقیقت حال ہی اوسکی جبتک اہل خصومت اور جدال اور ضال اور خود گمراہ
ہی اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا اور حدیثوں سی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شخص
جدالی مثل مشرکین کی اہل جدال سی ہی اور آیہ شریف مَا ضَرَبُوهُ لَكَ
اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ کی مورد کی جنس مین داخل ہی جیسا کہ مشکوۃ
کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۲ صفحہ مین لکہا ہی وعن ابی امامۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضل قوم بعد ھدًی
کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ھذہ الآیۃ ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون
رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ روایت ہی ابو امامہ رض سی کہا فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی گمراہ نہوئی کوئی قوم بعد راہ پانی کی کہ جسپر وہ تہی مگر
جبکہ دی گئی اونکو جدل اور جدل کی معنی دشمنی اور لڑائی اور جہگڑا
اور کج اپنی طریق کی جس سے مشہور اور جاری کرین جہوٹی مذہب کو او
گمراہ کرین سچی بنیاد کو پہر پڑہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی آیت ما ضربوہ آخر
تک اس آیت کی نازل ہونی کا یہ سبب ہے کہ جب فرمایا اللہ تعالی نے
اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ مقرر تم اور جو سوا
اللہ کی جس چیز کو تم پوجتی ہو سب لکڑیان ہین جہنم کی شرک کرنیوالا خوش ہوئے
اور دہوم مچائی اور کہنی لگی کہ ہمارے بت کچہہ عیسی ع م سی بہتر نہین ہین
اور عیسی ع م جو معبود نصارا کی ہین اگر اس آیت کی حکم سی دوزخ مین جاوین
گی تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بہی اونکے ساتہہ رہین اس مقام مین فرمایا
ہی کہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی یہ بحث

۳۵

سوال ... جواب ...

جو کافرون کی تیری ساتھ ہ کی ہی نہین کی اونہون نی مگر جھگڑی اور ضد اور شرارت
کی روسی کیونکہ لفظ ما تعبدون کا صحیح کو شامل نہین ہو سکتا اس لئے کہ کلمہ
ما کا عقل والون کی لئی نہین ہی جنکی معنی ہین مقرر ہی جسکے معنی جو چیز
اور کلمہ من کا عقل والون کے لئے مقرر ہے جس کے
معنے جو شخص اور یہہ لوگ جانتی ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح برتا گیا ہے
باوجود اسکی صرف ضد اور شرارت سی اور اپنی طریق کی پچہہ کر کی یون کہتے
ہین اور روایت ہی کہ ابن زبعری نی یہہ بحث کئے تہی حضرت نے فرمایا اسکو
کہ افسوس ہے تیری بوجہہ پر کیا اچہا نادان ہی تو اپنے قوم کی زبان سے

ستروان سوال اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہوا ہو
اون کی بعد ہزارون محدثین اور فقہا اور علمائی اوس حدیث کو صحیح غیر
منسوخ کہا ہو اور اوسی کی موافق عمل کرتی چلی آئی ہون اور فقہ کی کتاب
مین بہی مندرج ہو پہر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نی جو امام کا مقلد نہو ضعیف
کہا ہو یا دوسری حدیث اوس کی خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ملی تو
اوس حدیث مین کچہہ شبہہ یا خلل ہو گا یا نہین اور اس حدیث کی موافق عمل
کرنی مین کچہہ نقصان ہی یا نہین **الجواب** اس بات کا جواب موقوف
ہے اس بات کی جاننی پر کہ پہلی درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کی فرق
جانی اور وہ فرق یہہ ہی کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہی اس سے
جو صرف محدث ہی اس واسطی کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکام
کو اور اوسکی معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام
اقسام اوسکی جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکہا ہی خوب یاد کیتا ہو

ہو اور سب احادیث احکامی اور اسکی سند کو اور سب راویون کی احوال کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ جواب پہلی سوال میں محدث کی بطور مثال کی چند امور مذکور ہوئی اور سب تمام احادیث احکامی کی جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کی مذکور ہی ہر حدیث کو مفصلا جانتا ہو اور اوسی یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بہی یاد رکہتا ہو اور قوت تمام اور استعداد کمال قیاسی کی نکالنی کی بہی رکہتا ہو اور فقیہ اوسکو کہتی ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کی ساتہہ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ کو اوسکے دلیل سی قران شریف یا حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا قیاس سی جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کی معنی اور مراد اور تاویل کو خوب تحقیق کیا ہو اور محدث وہ شخص ہی کہ صرف احادیث کی عبارت کو جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اورہ تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہین اور احکام عملی کو دلیلون سی جانی یا نجانی جیسا کہ بہت سے محدثون کا یہی حال تہا پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نی جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اور کسی محدث کا اوسکو ضعیف کہنا کچہہ معتبر نہین ہی خصوصا جیسی مجتہد امام اعظم رح جنکا زمانہ حضرت کی پیغمبر خدا علیہ السلام کی زمانہ سی بہت نزدیک تہا اور وہ تابعین مین سی تہی بہت سی حدیثین اونہون نی صحابی سی سنین تہین اور بہت سے تابعین سی جیسا کہ در مختار کی خطبی مین ہی سو اونہون نی جس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہی اور بعد اونکی ہزارون فقیہون نی بہی جو اس حدیث کو تحقیق کیا تو جیسا امام اعظم رح نی فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب اونہون نی بہی اپنی کتابون مین درج کیا اور فقہ کی مسئلہ پہ اوس حدیث کو دلیل لائی تو اب اہل حدیث

کی صحیح غیر منسوخ ہونے مین کسی طرح کا شک شبہہ نہین رہا پہر انکی بعد کوئی ایسی
محدث جو امام سی بہت پیچہی تہی اور درمیان اونکی اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے
اتنہہ اتنہہ دس دس واسطی راویون کی بلکہ زیادہ گذری اور اونکا مرتبہ اجتہاد
کا جیسا کہ امام اعظم کا تہا نہتا بلکہ قریب بہی نہ تہا بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ایسا
کمال نہ تہا جیسا کہ فقہای حنفی کو علم فقہ مین تبحر تہا اگر اونہون نی اپنی مذہب کے
رعایت کی راہ سی یا تعصب کے روسی یا اپنی تحقیقات کے موافق سی یعنی جن راویون
کی وسیلی سی اونکو وہ حدیث پہنچی وہ لوگ اونکی نزدیک معتبر نہ تہی اگر اس حدیث
کو ضعیف کہا تو ایسی شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم اور ہزارون فقہا کی صحیح
کہنی کی مقابل مین اون کی مقلد کی حق مین بلکہ ہر منصف کی نزدیک ہرگز قابل
اعتماد کی اور لایق اعتبار کی نہین ہی اور دوسری بات یہہ ہی کہ جو حدیث فقہ
کی معتبر کتاب مین ہی عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہی اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث
مین ہی اسواسطی کہ فقہا نی التزام کیا ہی کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہی فقط اوسی
کو فقہ کی کتاب مین درج کرکی ہر مسئلہ پر دلیل لائی ہین اور جو حدیث ضعیف ہے
اوسکو اکثر تصریح کر دیا ہی کہ فلانی حدیث ضعیف ہے اور اگر کوئی حدیث ماول ہے
تو اوسکی تاویل کو دلیل کی ساتہہ بیان کیا ہی اور اگر منسوخ ہی تو اوسکی منسوخیت
کی وجہہ کو لکہا ہی بر خلاف محدثون کی کہ انہون نی صرف اسی بات کا التزام کیا
ہی کہ جو حدیث کسی معتبر سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا ہر چہ وہ اور کسی طرح کے
ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چہہ کتابین حدیث کی کہ صحاح ستہ
کرکی مشہور ہین اون مین ان تینون قسم کے حدیثین بہری ہوئی ہین چنانچہ
شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح مشکوۃ فارسی کی مقدمہ مین لکہہ دیا ہی جسکا خلاصہ

یہہ ہی اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین کتاب کراہیۃ کے مسئلہ مین لکہا ہی یہہ
کوئی ایسی حدیث کہ جیسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدون اور محدثون
اور فقہا اور فضلا کا عمل ہوا اور اون سبہون نے بالاتفاق اوسکو صحیح غیر
منسوخ لکہا ہو اور فقہ کی کتابون مین بہی وہ مندرج ہو اگر اور کوئی محدث اوسکو
ضعیف کہی یا دوسرے حدیث اس کی مخالف کسی حدیث کے کتاب مین ملی
تو حنفی کی حق مین بلکہ ہر منصف کے کی نزدیک اوس حدیث سابق مین کچہہ
خلل واقع نہو گا اور اوسکی موافق عمل کرنیمین ہرگز نقصان نہین **اٹہارواں**
سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکری مثلا ہو یا پیپ کسی پہوڑی
سی نکلی ہے جو ابو حنیفہ رح کی مذہب مین ناقض وضو ہی وضو نکری یا کہ کسی مذہب
کی رعایت نکری مثلا ذکر کی چہولی سی ہی جو شافعی رح کی مذہب مین ناقض وضو
ہی وضو نکری بلکہ اگر ایک وقت مین یہہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نکرے
حاصل یہہ ہی کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو کبہی کرے اور جو فرض
ہو اوسکو کبہی نکری اور علما حنفی سے بغض اور عداوت رکہی اور جو
کوئی ابو حنیفہ کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکہی سو ایسی کے پیچہی نماز مین اقتدا
جایز ہی یا نہین **جواب** ایسی کے پیچہی ہرگز نماز درست نہین ہی درمختار
فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہی اور حرمین شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہی اور
وہان کی علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوسمین لکہا ہی وَمُخَالِفٌ
كَالشَّافِعِيِّ اِنْ يَتَيَقَّنِ الْمُرَاعَاةَ لَمْ يُكْرَهْ اَوْعَدَمَهَا لَمْ يَصِحَّ وَاِنْ
شَكَّ كُرِهَ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلا شافعی تو اوسکا تین

حال ہے اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہی یعنی مثلا جو چیز

کہ حنفی مذہب مین اوسکی ساتھہ نماز جایز نہین ہی اوس سی وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکی پیچہی نماز مکروہ نہین جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی المذہب کی رعایت کرتی
ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہین اور
اگر اوسکی حال مین شک ہو یعنی ایسی شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہی یا نہین
تو ایسی کی پیچہی نماز مکروہ ہی پہر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہماری مذہب
کی رعایت نکری اوسکی اقتدا درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نہ
کرتی تو بلا شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سی ہرگز درست نہو وی گی اور فتاوی عالمگیری
مین کہ تمام علماء ہندوستان کی نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہی لکہا ہی اَلْاِقْتِدَاءُ
بِالشَّافِعِيِّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَكُنْ مُتَعَصِّبًا اور جامع الرموز میں ہے
لَا بَأْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَتَعَصَّبْ اَيْ لَمْ يَبْغَضْ لِلْحَنَفِيِّ یعنی شافعی المذہب کے
پیچہی اقتدا مضایقہ نہین اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگون سی بغض نرکہتا ہو پہر
جبکہ کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سی بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہین ہے تو پہر ایسا شخص کہ علمای حنفی سی بغض اور نفرت رکہی ہرگز اوسکے
اقتدا درست نہین ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرائق مین ہی وَاَمَّا الصَّلٰوةُ
خَلْفَ الشَّافِعِيَّةِ فَمُحَصَّلُ مَا فِي الْمُجْتَبٰى اَنَّهٗ اِذَا كَانَ مُرَاعِيًا لِلشَّرَائِطِ
وَالْاَرْكَانِ عِنْدَنَا فَالْاِقْتِدَاءُ صَحِيْحٌ وَاِلَّا فَلَا يَصِحُّ وَلَا خُصُوْصِيَّةَ
لِلشَّافِعِيَّةِ بَلِ الصَّلٰوةُ خَلْفَ كُلِّ مُخَالِفٍ لِلْمَذْهَبِ كَذٰلِكَ جو کوئی
شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطون اور رکنون کے
جو ہمارے مذہب مین ہی تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت
نکرتا ہو تو اوس کی اقتدا صحیح نہین ہے اور یہہ حکم شافعیہ کی تخصیص

خاص نہیا ہی بلکہ اسی تحاریر سی جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا بھی یہی حکم ہی اور مولانا عبد العزیز مرحوم نی زاد نجات کی ۴۰ صفحہ میں لکھا ہی کہ جس شخص کی مذہب میں خلل ہو اوسکی پیچھی نماز جائز نہیں

اکیسوان سوال

سوای صحاح ستہ کی اور کتابین حدیث کی مثل بزار احمد طحاوی اور مسند امام ابو حنیفہ اور موطای امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے سنت وجماعت اور محدثین کی نزدیک معتبر ہین یا نہین اور صحاح ستہ مین حدیثین ضعیف اور معلول بہی ہین یا نہین

جواب

اولاً جاننا چاہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی قران کی لکہنی اور جمع کرنیکو فرمایا تہا پر سب اصحاب نی اپنی سمجہ اور یاد کی موافق قران شریف کو جمع کیا تہا لیکن ترتیب اور تقدیم تاخیر مین اختلاف تہا پہر بعد حضرت کی سب صحابیون نی اتفاق کرکی ایک طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الہی ایک جگہہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ رہا بخلاف احادیث کی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی نہ لوگون کو جمع کرنیکو حکم فرمایا اور نہ صحابہ نی ملکر جمع کیا بلکہ بعد اونکی بہت پیچہی لوگون نی کہ بعضے اون کی فاضل تہی اور بعضی صرف لکہنی جانتی تہی الگ الگ اونہون نی اپنی یاد کی موافق اور جیسے جسقدر لوگون سی سنا ایک جگہہ جمع کرکی ایک کتاب بنائی سو اس لئی احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا اور سب احادیث ایک جگہہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سی صحاح ستہ جو حدیث کی چہہ کتابین لوگون مین مشہور ہین اون کی آپس مین بہی بہت اختلاف ہے اور اون مین سب قول اور فعل حضرت کی جمع نہین ہین بلکہ ان چہہ کتابون کی سوا بہت سے کتابین حدیث کی ہین اور جیسی وہ چہہ کتابین معتبر ہین ویسی

وہ بہی معتبر ہین جیسی مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور حجج امام محمد اور
آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اس قدر جاننا بہت ضرور
ہی کہ یہہ چہہ کتابین جنہیں صحاح ستہ کہتی ہین اون مین سب حدیثین صحیح نہین
ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف اور معلول بہی ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نی شرح مشکوٰۃ فارسی کی مقدمہ مین لکہا ہی اور امام ابن ہمام نی فتح القدیر
مین بکار کر بسم اللہ پڑہنی کی مسئلہ مین لکہہ دیا ہی اور عبارت فتح القدیر کے
یہہ ہی لَیْسَ حَدِیْثٌ صَرِیْحٌ فِیْ جَہْرِ التَّسْمِیَۃِ اِلَّا وَفِیْ اِسْنَادِہٖ مَقَالٌ عِنْدَ
اَہْلِ الْحَدِیْثِ وَلِہٰذَا اَعْرَضَ عَنْہُ اَرْبَابُ الْمَسَانِیْدِ الْمَشْہُوْرَۃِ فَلَمْ یُخْرِجُوْا
شَیْئًا مِّنْہَا مَعَ اِشْتِمَالِ کُتُبِہِمْ عَلَی اَحَادِیْثَ ضَعِیْفَۃٍ **بیسوان**
سوال حدیث مین آیا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ میری امت
مین تہتر فرقہ ہونگی اونمین سی بہتر ناری اور ایک ناجی اس سی معلوم ہوا کہ ہر فرقہ
محمدی کہلاوی کا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹہراویگا
سو اب اوسکی کیا وجہ ہی کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک
اپنی دانست مین کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کی موافق عمل کرنیکا دعوے
رکہتا ہی **جواب** یہی جانا جاتا ہی کہ ایک فرقہ سنت کا اور بہتر فرقی اون کے
سوا سب ان اور حدیث سی دلیل لاتی ہین اور اپنی خیال مین اوسی پہ عمل کرتے
ہین باوجود اس بات کی ایک گروہ انمین سی سنت وجماعت کا ناجی اور باقی
بہتر جہنمی انکا سبب یہہ ہی کہ اہل سنت وجماعت کا طریق یہہ ہی کہ جو بات
ظاہر حدیث سے ثابت ہوی اوسپر عمل واجب جانتی ہین اگرچہ اوس کے حقیقت
بالکلیہ عقل مین نہ آوی بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی پر خلاف اوسکے

جھگڑا کرتی تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہیں کرتی سنت کا اتباع اپنی اوپر
لازم اور واجب جانتی ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر
اتفاق کریں اوسکو بجان ودل قبول کرتی ہیں اگرچہ اجماع اونکا کسی کے عقل
یا خواہش کی برخلاف ہو یا اوسکا دل اوسی ناخوش ہو برخلاف اور گروہوں
کی جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہہ طریقہ ہی کہ جو قران و حدیث میں آیا ہے
اگر اونکی عقل کی موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلد لیتی اوسکو قبول کر
لیتی ہیں اور اگر مخالف ہوا تو قران وحدیث کے تاویل کرتی ہیں ہرگز نہ اوسپر
اعتقاد کرتی نہ عمل میں لاتی بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی
کی پیروی کرکی جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کری اوسی
اعتقاد اور عمل رکھتی ہیں اور اوسپر قران یا حدیث سی تاویل کر کے ہو یا کسی
حیلہ اور فریب سی ہو دلیل لاتی ہیں اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتی ہیں جو
اونکی عقل اور خواہش کی موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوس کی تاویل
کرتی ہیں اور کبھی اہل اجماع پر طعن تشنیع کرتی ہیں اور خلاف پر اوسکے
دلیلیں ضعیف ہوں یا قوی ظاہر ہوں یا تاویل سی ہوں کہ لاتی ہیں اسی
واسطی اہل سنت وجماعت اون لوگوں کو اہل ہوا کہتی ہیں یعنی خواہش نفسانی
کی پیروی کرنیوالی چنانچہ رافضیوں نی نِسَاۤؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ
أَنَّىٰ شِئْتُمْ آیہ قران کی معنو میں خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے
بہکانی سی سیاق وسباق کلام اللہ پر لحاظ نکرکی اندھی بن کی حکم کیا کہ عورت
کی دبر میں بھی دخول کرنا جائز ہی اور معتزلہ نے عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکے
عقل میں نہ آئی باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمیں وارد ہیں منکر ہو گئے

اہل سنت وجماعت اسپر ایمان لاکر قایل ہوی اور اوسکی کیفیت کو علم الٰہی پر
چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوس کی دریافت سی عاجز ہی اور قوم رافضی حضرت ابو
بکر رضہ کو خلیفہ برحق نہین جانتی ہین باوجود اسکی کہ تمام صحابی کا اونکی خلافت
پر اجماع تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کی مطابق نتہا اس اجماع کو نہین مانتی
ہین اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کی بانی اور مددگار تہی اون کو
برا جانتی ہین اور یہ کہتی ہین الغرض سوای اہل سنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل
حق یہی ہی اور فرقون نی شرع کی احکام مین اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا
اسواسطی وہ جہنمی ہوی نعوذ باللہ منہا اور سنی لوگون نی سنت اور جماعت
کی پیروی کی اس لئی وہ جنتی ہوی اللہم ثبتنا معہم فی الدنیا والاخرۃ

بیسوان سوال اس زمانہ مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ ان لوگون
کا سا ہووی یعنی اپنی عقل اور اپنی سمجھ اور اپنی خواہش کو مسایل شرعیہ مین
دخل دیوین اور مجتہدین سلف کے تقلید اور پیروی نکرین اور علما کی اجماع
کو بلکہ تمام اہل اسلام کی اتفاق کو نہ مانین اور اوسکو حق نہ سمجھین اور سواد اعظم
یعنی بڑے جماعت کے اتبیعت نکرین بلکہ اپنی رای پر چلین اور اوسکو رواج
دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کی موافق ہو اوسپر تو عمل کرین اور
جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوس کی تاویل کرین مثلا جب وہ قوم کہین
کہ عمل ہمارا قران اور حدیث پر ہی تب اونکو کہا جاوی کہ بہت سے حدیثون
مین صاف آیا ہی کہ مسلمانون کی اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوس کے
ہرگز عمل مین نلاو بلکہ یون ہی آیا ہی کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑے
جماعت ہون آدمی کو لازم ہی کہ جو اوس کی خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا

جیسا کہ یہہ حدیث مشکوٰۃ شریف کی باب الاعتصام کی ۲۳ صفحہ میں موجود ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ روایت ہی ابن عمر رض سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بیشک اللہ جمع نہیں کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا وس سی جا پڑا دوزخ میں وَعَنْہُ قَالَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ رواہ ابن ماجہ اور اونہیں ابن عمر رض سی روایت ہی پیروی کرو بڑی جماعت کے سو مقرر یوں ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سی وہ گرا آگ میں وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ رواہ احمد روایت ہی ابی ذر رض سی کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ جسنی جدا کیا جماعت کو ایک بالشت بہر پس تحقیق نکالی اوسنی ڈوری اسلام کے اپنی گردن سی پہر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جسکا مرتبہ مجتہد کا ہو بلکہ اکثر علماؤں نی یوں لکہا ہے کہ اس زمانی میں اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچی تو بہی اوسپر لازم ہی کہ ایک طریقہ ان چار مذہبوں سی اختیار کرلی ان چار کے خلاف نکری اور کوئی نیا مذہب نکالی اور کسی مذہب کے پیروی سوا ان کی نکری چنانچہ اگلی سوال میں مسلم الثبوت اور فتوی سی علمای حرمین شریفین کے اور فتوی سی مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی کی اور اشباہ و نظائر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم اوسپر کیوں نہیں عمل کرتی ہو تب اس کی جواب میں کبہی جیسے چادرین

جاز تتبع ولحدود من این مذاهب الاربعة فقہم المخالفة عن الرشاد ولطريق العلماء الراسخين

کبھی اوس حدیث کی تاویل کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین کہ بہت سے مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بہی کرتی ہین تو کیا یہہ سب بہی درست ہو جاویگا نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہان اجماع علما الغرض علما کی اجماع کو ایسی ایسی افعال مشرکین اور جہال کی ساتہہ تشبیہ دیکر بیچارے عوام کو علما کی اجماع سی بد اعتقاد اور بدگمان کراوین اور کبہی اوس حدیث کو ضعیف کہین اور کبہی حدیث کی معنی اور کچہہ اپنی دل سی ٹہیرا کر کی عوام کو بہکاوین دوسرے مثال یہہ کہ جب اونکو کہا جاوی کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو مسلمانون مین فتنہ اور فساد ڈالی اور اون کی جماعت مین تفرقہ کروادی تو اوسکو قتل کرو وہ بہت برا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلی سوالات کی جواب مین مذکور ہوی سو تم مسلمانون کی گروہ مین فساد اور تفرقہ کیون ڈالتی ہو اور اللہ تعالی نی تو منافقون کی حال مین یون فرمایا ہی وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہی لوگون مین فساد نہ ڈالو یہہ بہت برا کام ہے تو اوسکی جواب مین یون تقریر ظاہر کرتی ہین کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کی موافق چلتی ہین اور دوسرون کو چلاتی ہین اور کہین کہ ہم تو سنوارتی ہین اور منافقون کی طرح اس آیت کی مضمون کو بیان کرتی ہین قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ تو اس گروہ کی یون کلام کرنی سی صاف ظاہر ہوا کہ اماموں کو اور اونکی مقلدون کو خصوصا مقلدون کو امام اعظم رح کی سمجہتے ہین کہ وہ لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے ہین سو یہہ جہوٹی ہین اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ یعنے مقرر وہی فساد ڈالتی ہین مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کی سبب سے غور نہین کرتی

اور نہ باز آئی تو اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق گذر
ہوا ہی بدعت شیطانی اور وسواس نفسانی میں مانند گروہ معتزلی اور رافضے
کی اور اقوال اور افعال میں مانند بہت فرقہ ضالہ اور گمراہ کی اور گفتگو اور
سوالات اور جوابات میں مانند منافقون اور مشرکون کی ہین یا نہین **الجواب**
واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ بموجب سوال کی اور اللہ اعلم ہی اون سے
حقیقت حال سی بی شک وشبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کی احوال اور
اعمال کی رو سی بدعت اور ہوا مین بڑی ہوی ہین اور بہت سی فرقہ ضالہ و
مضلہ کی مانند اقوال اور افعال مین خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانیوالی ہین
اور مشرکون اور منافقون کی مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنیوالی ہین بائن
اسکی جوابون مین دلیلین اونکی ایات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے
مذکور ہوچکی ہین تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہین ہی بلکہ جسکو ذرا سا بھی
علم اور اوسکی دل مین انصاف ہی تو اوسپر ظاہر و باہر ہی نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ
شُرُورِ اَنْفُسِہِمْ وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِہِمْ وَمِنْ قَبِیحَاتِ اَقْوَالِہِمْ
وَقَبَائِحِ اَحْوَالِہِمْ وَشَنَائِعِ اَفْعَالِہِمْ

بائیسوان سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق عمل کرنا ان
چار مذہبون مین سی ایک کے تقلید اور پیروی کرنیسی جو تمام اہل اسلام کے
ملکون مین محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہی یا اون
کی خلاف نیا مذہب نکالنی سی اور کسی کو اون کی مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے
یا نہین **جواب** یہہ چار مذہب جو مشہور ہین انمین سی ایک کی پیروی
کرنی سی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق

عمل کرنا حاصل ہوتا ہی اور کسیکو اونکی مقلد پر انکار درست نہین ہی فتوی
مین علماء الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کی کتاب تحقیق فرید ی منقول ہے
فَاَبُو حَنِیفَةَ وَمَالِكٌ وَشَافِعِیُّ وَاَحْمَدُ کُلُّ وَاحِدٍ
مِنْهُمْ مِنْ اَهْلِ ذِکْرِ الَّذِیْنَ یَجِبُ سُؤَالُهُمْ وَاِتِّبَاعُهُمْ لِمَنْ لَمْ
یَصِلْ اِلٰی دَرَجَةِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ فَاِذَا عَمِلَ اَحَدٌ مِنَ
الْمُقَلِّدِیْنَ فِیْ طَهَارَتِهٖ اَوْ صَلَاتِهٖ اَوْ فِیْ شَیْءٍ مِمَّا جَرٰی بِهِ التَّکْلِیْفُ
بِقَوْلِ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُقَلِّدًا لَّهٗ فَقَدْ اَدّٰی مَا عَلَیْهِ وَلَیْسَ لِاَحَدٍ
مِمَّنْ هُوَ فِیْ دَرَجَةِ التَّقْلِیْدِ وَلَا مُجْتَهِدٍ اَلْاِنْکَارُ عَلَیْهِ خلاصہ اسکا
یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک انمین سے ایسے
عالم ہتی کہ جنسی دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے
اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کی مرتبہ کو نہین پہنچا ہی پہر جب کوی
مقلدین پیروی کری انمین سی ایک کے اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی
امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تہا اسپر اور نہین پہنچتا ہی کسیکو مقلد
ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسی شخص پر اور مولانا محمد اسحق دہلوی نی مایة المسایل
کے ۱۰۲ صفحہ مین مسایل کے جواب مین لکہا ہی اسکا ترجمہ یہہ ہے چارون
مذہب بدعت نہین نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبون کی عین پیروی
سنت کی ہی کیونکہ اختلاف ان چار مذہبون کا اختلاف اصحاب کے جہت سے
ہی اور صحابہ کی پیروی کرنی مین حدیث الصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم
اہتدیتم وارد ہی یعنی صحابہ میری تارون کی مانند ہین تم جنکی اقتدا کرو
گی ہدایت پاوگی یا اختلاف چارون مذہبون کا بسبب اختلاف قیاس کے

ہی اور قیاس کا صحیح ہونا نصوں سی یعنی منصوصہ دلیلوں سے ثابت ہی پس
پیروی ان مذہبوں کی حقیقت میں پیروی نص کے ہی اور اختلاف ان
مذہبوں کا اس سبب سے بہی ہی کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوی
اوسکی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ میں یہہ
حدیث ہی کہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی لوگونکو بنی قریظہ کی طرف
بہیجا فرمایا کہ نہ پڑہی کوی تم مین سی عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پہر بعضوں نے
ادن مین سی راہ مین نماز پڑہ لی یہہ سمجہہ کر کہ حضرت کو اس فرمانی سی منظور یہی تہا
کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہہ کہ وقت آی پر بہی نماز نہ پڑہین اور بعضوں نے
حدیث کی ظاہر لفظوں پر لحاظ کرکے راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی
قریظہ مین پہنچ گئی پہر حضرت نی یہہ بات سنی دونوں قسم کے لوگوں پر اعتراض
نفرمایا اسی سبب سے عمل دونوں طور پر جایز ہوا اور یہی خبر ہی چارون مذہبوں
کی اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی اور اسی کتاب مین ہی ہرگز ان کی مقلد
کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید انکی تقلید حدیث شریف کی ہی ظاہر
اور باطن کی اعتبار سی پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہی اور باعث
عذاب کا اور یہہ عبارت بہی اوسمین ہی فرض و نفل سب نماز اون کے
مقلدون کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چہوڑے جاوی گی کیونکہ
تقلید اونہون کی تقلید سنت کی ہی اور دلیلین اوسکی بہت کتابوں سے
اگی مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی **تیسوان سوال** اس زمانی مین
ان چار مذہبون کو چہوڑ کر پانچون طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست
ہی یا باطل اور حرام **جواب** جب اجماع علماء سی ثابت ہوا کہ ان چار مذہب

کی سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصا ایک نیا مذہب نکالکر اوسکو رواج دینا بہت
سی عوام لوگون کو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ مین ڈالتا ہی اور
اس جہت سی شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہی اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا
ہی اس لیے اس زمانی مین نیا مذہب پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل
اور حرام ہی چنانچہ اکثر علما دیندار اور فضلا نیک کردار نی اسکو اپنی کتابون
مین لکہا ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہی اجمع المحققون علی منع العوام
من تقلید اعیان الصحابة رضی اللہ عنہم اتباع الذین سبروا ووضعوا
ونقحوا وجمعوا وعلیہ بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمة الاربعة
لان ذلک لم یدر فی غیرہم اتفاق کیا محققون نی منع کرنی پر عوام کو تقلید
کرنی سی صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہی پیروی کرنی اون مجتہدون کی جنہون نی
علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی بات پر ابن صلاح
نی بنا کیا کہ سوائی ان چار امامون کی اور کسی کی تقلید منع کی جاوی کیونکہ
کہ یہہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین اور اشباہ مین ہی وما
خالف الائمة الاربعة مخالف للاجماع وقد صرح فی التحریر ان
الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذہب مخالف للاربعة لانضباط
مذاہبہم وکثرة اتباعہم اور جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کی قول کا
سو وہ اجماع کا مخالف ہی اور تصریح کیا ہی امام ابن ہمام نی تحریر مین کہ تمام علما
کا اجماع ہوا ہی عمل نکرنی پر اوس مذہب کی جو مخالف ہی ان چار امامون کی اسواسطی
کہ ان امامون کا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہی اور انکی پیروی کرنیوالی بڑی
بڑی جماعت ہین یعنی ان امامون کی مقلدین سواد اعظم اور بہت لوگ ہین

بن پیا اور سواد اعظم کی تبعیت کرینگے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ
فرمایا ہی تو پھر اس سی معلوم ہوا کہ جسنی ان چار اماموں سی کسی ایک کی پیروی
نہین کی تو وہ سواد اعظم سی دور رہا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم کا
مخالف بنا اور اونکی فرمانی بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهُ مَنْ
شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی کیونکہ جو شخص دور
رہا جماعت کے پیروی سی تو وہ پڑیگا جہنم مین اور نہایۃ المراد مین لکھا ہی وَفِي
زَمَانِنَا هٰذَا فَقَدْ اِنْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيْدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ
الْاَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيْهِ اَيْضًا
قَالَ الْمُنَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَلَا يَجُوْزُ الْيَوْمَ تَقْلِيْدُ غَيْرِ
الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ فِي قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ہماری اس زمانہ مین منحصر ہوی ہے
تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار مین سے
سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہی اور کہا ہی مناوی نی جامع صغیر کے
شرح مین جائز نہین ہی اس زمانہ مین تقلید کرنی سوای ان چار اماموں کی نہ
تو قضا مین نہ فتوی مین یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے ان کی مذہب کے سوا حکم
کرنا اور نہ مفتی کو جائز ہی فتوا دینا اور تفسیر احمدی مین ہی قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ
عَلٰى اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا يَجُوْزُ لِلْاَرْبَعِ فَلَا يَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا
مُخَالِفًا لَهُمْ بی شبہ واقع ہوا ہی اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جائز ہی مگر
ان چار اماموں مین سی ایک کی پھر جائز نہین ہی پیروی کرنی اوس شخص
کی جو اس زمانہ مین نیا مجتہد ہو اور وہ مخالف ہو ان چار اماموں کا

اور اوسی تفسیر احمدی مین لکھا ہی والانصاف ان انحصار المذاہب
فی الاربعۃ واتباعھم فضل الٰہی وقبولیۃ عند اللہ تعالیٰ
لامجال فیہ للتوجیہات والادلۃ اور انصاف یہہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون
کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونی پیروی انہین چار مین یہہ فضل ہی اللہ تعالیٰ
کا اور مقبولیت ہی اوسکی پر اس بات مین دلیل اور توجیہہ کو کچھہ دخل نہین ہی
اور شرح سفر السعادت کی ۳۰ صفحہ مین جو لکھا ہی اوسکا خلاصہ یہہ ہی کہ دین
کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور اونکی اصحاب کی
روایتون کو چن کر ناسخ کو منسوخ سی اور صحیح کو غیر صحیح سی جدا کرکی تحقیق اور
تاویل فرمائی آپس مین اونکی موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہی
عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانی کی وہ قوت اور طاقت کہان ہی کہ یہہ
کام اون کی ہاتھہ سی نکلی اونکی راہ یہی ہی کہ مجتہدون کی پیروی کرین اور
اونکی طریقی پر چلین ترجمہ تمام ہوا اور بعضی علمائی مولانا شاہ عبد العزیز قدس
سرہ کی روایت سی یون لکھا ہی کہ چارون مجتہدون نی جو فرمایا ہی کہ جو کوئی
ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کی پاوی تو چاہی کہ وہ حدیث پر عمل کرے
کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہی تو یہہ کہنا اونکا ان کی زمانی سی علاقہ رکھتا ہی
کیونکہ ان کی بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوئی اس لئی بعد اونکی جتنی علما گذری
باوجودیکہ ان کو مسایل کی نکالنی کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا
علم اور فقیہون کی اختلاف کی شناسائی حاصل تہی پہر بہی وہ اجتہاد کی راہ
نہ چلی اسی واسطی کہ جیسی سمجہہ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی
ستہرائی اور قلب کی روشنی اور بی طمعی اور نیت کی درستی اور خواہش

امام اعظم ابو حنیفہ

تنشایل ہمی دوری اور پرہیزگاری اور سلیقہ عربی زبان کی توجہ کا قدیم زمانہ کی موافق اون مجتہدون مین تہی اپنی ذات مین اونہون نی تنہائی اور فکر تحقیقات اور تلاش اور قوت مسایل کی نکالنی کی اونہین حاصل ہوئی اور مسایلون کی نادرست اور درست کرنین کوی دوسری راہ سوا اون لوگون کی مقرر کی ہوی میسر نہ آئی حکم کیا اجتہاد سے حرام ہوی اور چارون امامون کی تقلید کی واجب ٹہیر جانی پہ اور اللہ تعالے اونپر رحمت کری کہ اچھی طریقی اور مضبوط راہ پر چلی کہ جن مین بہت باتین نیک پائی جاتی ہین اونمین سی ایک یہہ ہی کہ لوگون کی سرشت مین یہہ بات ہی کہ ہر شخص اپنی سمجھہ پر نازان ہوتا ہے اور دوسرے کی کمال کو اگرچہ مجملا اسپر اعتقاد رکھتا ہو پہر بہی بسبب اسکی کہ اوسکی دل مین ایک بات ٹہیر رہی ہی اچہی بات کو بہی ان کی قبول نہین کرتا پہر اپنی برابر کی لوگون کی قول کا تو کیا ٹہکانا ایسی صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل کر کی خلاف اگلون کے احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کی موافق ایک نئی راہ پر چلنی لگتا اسمین یہان تک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت شرعیہ کے احکام کی عبادات اور معاملات کی مقدمہ مین باقی نرہتی اور ٹوٹ جاتی اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا چنانچہ جب تک چار مذہب یہ لوگ مضبوط نہین ہوی تہی اور اونکی پیروی اختیار نہین کی تہی ستر اور کئی فرقی ہو گئی تہی اور اونکی تابعدار باقی رہ گئی مگر بعد اسکی جب عالمون نی ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اونکی موافق احکام کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانیکو باطل اور حرام ٹہیرایا تب

ان چاروں کی سوا دوسرا اپنا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نہ نکالا ہو تو بسبب
اجماع علماء دین دار کی اور مدد بادشاہ دین پناہ کی جاری اور رواج پہونچنے
پایا خلاصہ اونکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کی ہی
والخامس انہ لا ینبغی لعاقل ان یختار فی الدین طریقۃ الا ما ارتضاہ
السلف والخلف وتواترت روایتہ وحصل الاجماع فی کل
عصر علی حقیتہ ذلک ولم یوجد متصف کذلک الا ما اجمع
علیہ العلماء من حقیۃ المذاہب الاربعۃ عصرا بعد عصر
وتلقتہم الامۃ بالقبول واما ما لم ینقل متواترا ولم یجمع
علی حقیتہ ولم تتلقہ الامۃ کلہا بالقبول فلا یلتفت الیہ
ولا یعول علیہ حاصل یہہ ہی کہ لایق نہین ہی کسی عاقل کو کہ اختیار کرے
دین مین کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلی علما او پچھلی فضلا نے
اور روایت اوسکی تواتر سی نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے
ہر زمانہ مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب
کو سب علمانی انکی حقیت پر اجماع کیا ہی اور تمام امت نے انکو قبول کیا ہی اور جو مذہب
کہ تواتر سی منقول نہین ہی اور علمانی سب نے اوسکے حقیت پر اجماع نہین
کیا ہی اور سب مسلمانون نی بہی اوسکو قبول نہین کیا ہی تو اوسکے طرف التفات
اور اوسپر اعتماد کیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کی قابل نہین **چوبیسوان سوال** جو
کوئی اجتہاد کا رتبہ نہ رکہتا ہو اوسکو واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کی ان چار
مجتہدون مشہورون مین سی پیروی کری یا اوسکو جائز ہی کہ قرآن اور
حدیث مین جیسا پاوی ویسا عمل کری **جواب** تقلید یعنی پیروی کرنی

۵۴

یسی امام مجتہد کے اوپر واجب ہی اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل
کرنا موافق اپنے سمجہہ کے درست نہین لیکن یہہ معلوم کر لینا ضرور ہے
کہ مراد مجتہد سی وہ شخص ہی کہ جس کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہوا ور
سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اسکا مقبول ہوا اور اوسکا مذہب
منقل تواتر سے منقول ہو سو ایسی یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل
مشرق اور مغرب مین اور سب اہل عجم اور عرب کا ان کی اجتہاد پر اجماع
ہی اور بہت سی علمای کرام اور اولیای عظام کہ ان کی بعد گذرے انہیں
چار مین سی ایک کی تقلید مین گذر گئی اور اونکی سوا اور کسی مجتہد کے مذہب
پر اجماع علما کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہی اور نہ کسی کا مذہب تواتر
سے مروی ہے جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین سوال سابق
کے مذکور ہوئی نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکہتا ہو یا بعضے جاہل
یا بعضی فاضل خوشامدی یا بعضی مرید یا شاگرد معتقد سے یا اپنے زعم
سی اوسکو مجتہد کہتی ہون تو ایسی کی تقلید ہرگز جایز نہین ہی دلیل اس
حکم کی بہت سی کتابون مین لکہی ہی اختصار کی واسطی چند کتابسی لکہا جاتا
کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی اَلْعَامِیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیْثًا لَیْسَ لَہٗ اَنْ
یَاخُذَ بِظَاہِرِہٖ لِجَوَازِ اَنْ یَکُوْنَ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاہِرِہٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ
الْفَتْوٰی یعنی عامی جب سنی کسی حدیث کو تو جایز نہین ہی کہ اس حدیث کے
ظاہر سے جو سمجہا جاوی اسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنی اسکے
مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کی یعنی حکم مجتہد کے کہ یہہ شبہ اور گمان
وہان نہین ہی اس واسطی کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے اور اس

كفايه كى كتاب الصوم مين هى انّ المفتى ينبغى ان يكون ممن يؤخذ منه
الفقه ويعتمد عليه فى البلدة فى الفتوى واذا كان المفتى على
هذه الصفة فعلى العامى تقليده وان كان المفتى اخطأ فى
ذلك ولا يعتبر بغيره هكذا روى الحسن عن ابى حنيفة وابن
رستم عن محمد وبشر عن ابى يوسف رحمهم الله تعالى يعنى لائق
يهى هى كه مفتى ايسا شخص هو كه جس سى لوگ سب مسئله فقه كا پوچهتى هون اور
علم فقه كو سيكهتى هون اور اوس شهر مين اوسكى فتوى پر اعتماد ركهتى هون
اور مفتى جب اس طرح كا هو تو عامى پر پيروى اوسكى واجب هے اگرچه مفتى
خطا بهى كرے اور عامى اوسكى پيروى كى سوا اور كچه اعتبار نكرى يعنى جو مفتى
اس طرح كا هو تو اوسكے پيروے نكرے روايت كيا اس بات كو حسن نے
امام ابو حنيفه سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشر نے ابى يوسف
سے اور تقرير شرح تحرير مين هى ليس للعامى الاخذ بظاهر الحديث
لجواز كونه مصروفا عن ظاهره او منسوخا بل عليه الرجوع الى
الفقهاء لعدم الاهتداء فى حقه الى معرفة صحيح الاخبار وسقيمها
وناسخها ومنسوخها فاذا اعتمد كان تاركا للواجب عليه يعنى عامى كو
حديث كى ظاهر كى موافق عمل كرنا درست نهين هى شايد اوسكى ظاهر معنى مراد نهون يا
وه منسوخ هو بلكه كسى مجتهد كى پيروى كرنى اوسپر واجب هے اسواسطى كه اوس عامى
كو معلوم نهين هى كه كون سى حديث صحيح اور كون سى غير صحيح هے اور كون ناسخ
اور كون منسوخ هے پهر ايسا شخص جب اپنى فهم پر اعتماد كركى كسى حديث پر عمل كرى
تو اوسپر جو واجب هے اوسكو چهوڑنے والا هوا يعنى اس واسطى كه الله تعالى نے

فيلزمه التوبة والاستغفار
بعد انتم كلكم مجتهدين
عليه الكفر انتهى ١١٠

و بالبینات فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال کرو امور سے
کو جاننے والون سے اگر تم نہین جانتے اور تحریر مین ابن ہمام کی اور تیسیر شرح مین اوسکے
اَیْ اَبَا عَنِ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ تَلْزَمُهُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ التَّقْلِيْدُ وَاِنْ كَانَ
مُجْتَهِدًا فِيْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنی جو کوئی مجتہد
مستقل ہو اگرچہ بعضی مسئلہ فقہیہ مین یا بعضی علم مین وہ اجتہاد کی طاقت
رکہتا ہو تو اوسکو ضروری ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور ارشاد مین ہے اَلْفَتْوٰى
فِيْ حَقِّ الْجَاهِلِ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْتِهَادِ فِيْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہین رکہتا ہے
مجتہد کی فتوی پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ مجتہد پر اپنی اجتہاد کی موافق عمل کرنا واجب ہے اور مولانا
عبد العزیز مرحوم نے تفسیر مین سورہ بقر کی آیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر مین لکہا
ہے کہ کسانیکہ اطاعت ایشان بحکم خدا فرض است شش گروہ اند از ان جملہ مجتہدین
شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است
بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقایق طریقت ایشان را میسر است فَاسْئَلُوا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگون کی اطاعت خدا کی حکم سے
فرض ہے وہ چھ گروہ ہین اونمین سے ایک گروہ شریعت کی مجتہد اور طریقت
کی مشایخ ہین کہ حکم انکا بہی بطریق واجب مخیر کی لازم ہے عوام امت پر اسواسطے
کہ شریعت کی اسرار اور طریقت کی اطوار انکو معلوم ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا
ہے سوال کرو شریعت کی احکام کو عالمون سے اگر نہین جانتے ہو تم اور مولانا
شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت کی ۲۹ صفحہ مین لکہا ہے چون وحدت
وجہ در مذہب میسر ارباب اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح
مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب را بگذارد و عمل بحدیث کند یا نرسد

درینجا اختلافی در روش پیشینیان و پسینیان رفته گویند که مقتدای حقیقی پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم است و دیگران همه تابع وی اند پس چون بیقین معلوم شود که او فرموده است در پی دیگری رفتن معقول نبود و این طریقه متقدمان است اما درین روزگار پس این کار صورت نه بندد و چه مجتهدان دین احادیث و آثار را تتبع نموده و ناسخ را از منسوخ صحیح را از سقیم جدا ساخته و تحقیق و تاویل فرموده و تطبیق و توفیق میان آنها داده مذهبی قرار داده اند عوام مسلمانان را بلکه علمای ایشان را درین روزگار این قوت و طاقت کجاست که این کار از دست ایشان آید ایشان را جز متابعت مجتهدان کردن و در پی ایشان رفتن سبیلی نبود و چاره

نی خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ جب اجماع سی علما کی یہہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا ضروری تو پہر تابع کو کسی مجتہد کی پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذہب کی خلاف اوسکی نظر مین گذرے تو اپنی مذہب کو چہوڑے اور اوس حدیث پر عمل کری یا نہین تو اس مین درمیان متقدمین اور متاخرین کی اختلاف ہی متقدمین یون کہتی ہین کہ پیشوای حقیقی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے سب تابع اونکی پہر جب یقین معلوم ہو جاوی کہ یہہ کام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو پہر دوسری کی پیروی کرنی معقول نہین ہے لیکن اس زمانہ مین یہہ کام بن نہین پڑتا یعنی حدیث پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیثون کو اور اونکی اصحاب کے حکمون کو جستجو کر کی ناسخ کو منسوخ سی اور صحیح کو غیر صحیح سی جدا کر کے تحقیق اور تاویل فرمایای پہر اونکی آپس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہی۔

عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانہ کی عالمون کو وہ قوت اور طاقت کہان ہے کہ یہہ کام انکی ہاتون سی نکلی اون کی راہ یہی ہی کہ مجتہدون مین سی ایک کے پیروی کرین اور اوسکی طریقہ پہ چلین سوا اسکی اور کچہہ تدبیر اور سبیل نہان ہی یعنی اس زمانی کی لوکون کو اس قدر لیاقت نہین ہی کہ اپنی تحقیق سے ناسخ کو منسوخ سی تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث مجمل کے تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح دین اسواسطی کسیکو جایز نہین ہی کہ حدیث مین جو پاوی ویسا عمل مین لاوی بلکہ یہی فرض ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کری اور اپنی سمجہہ کی موافق قران اور حدیث پر عمل نکری اور فتوی مین علمار حرمین شریفین کی لکہا ہے

الاجماع قد حصل على حقية المذاهب الاربعة وتخلف ذلك فيما سواها وان الامة مجتمعها قد تلقت المذاهب الاربعة بالقبول ولم يحصل ذلك لغيرها وقد اوجب الله تعالى على من لم يعلم طرق الاجتهاد ولم يعلم ما كان عليه الصدر الاول من الصحابة من اتق الهم واقتاهم ان يسال ولا يعمل الا بما يفتيه المفتي من الائمة الاربعة لعدم التحرز فيمن سواهم قال الله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

اجماع علما کا حق ہونی پر ان چار مذہب کی ثابت ہوا ہی اور ان چار کی سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے ان چارون کو قبول کیا ہی اور انکی غیر کو قبول نہین کیا اور بیشک خدای تعالی نی اس شخص پر کہ اجتہاد کی طریق کو نجانی اور جو کچہہ صحابہ سے پہنی

فرمایا ہی اور کیا ہی اوسکو بھی بجا لانی بھی واجب کیا ہی کہ شرعی حکموں کو سوال
کری اور عمل نکری مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوی کوئی مفتی مذہب ایک امام کے ائمہ
چارون اہل مومنین سی کیونکہ دیسی شخص کے حق مین سوا اسکی اور کچھہ دلیل نہین
فرمایا ہے اللہ تعالی نی پہر سوال کرو اہل علم سی اگر تم نہین جانتی اور شیخ
عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کی ۱۸ صفحہ مین لکھا ہے گفتہ است
محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث
و تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند تحکم است و جایز نیست در وی تقلید
زیراکہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطی کہ اعتبار کردہ اند ایشان بخاری
و مسلم و شک نیست کہ اجتماع شرایط راوی از حکم کردن بخاری و مسلم بان جزم نمی
توان کرد چہ جایز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیراچہ بتحقیق اخراج کردہ است
مسلم در کتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم نیستند از جرح و ہمچنین در کتاب بخاری
جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد
علما و صواب دید ایشان باشد و ہمچنین در شروط صحت و ضعف پس جایز است
کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثی در غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را
یا راجح اید بران و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمہ مجتہدین
و اکابر سلف است و چون ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان نمودہ
پس انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جایز نباشد و التزام
ایشان بحکم این جماعہ تحکم و مکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ محدث محقق
ابن ہمام نی کہا ہی کہ محدثون نی جو ترتیب دی ہی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم زیادہ
صحیح ہے اور کتابون سی اور یہہ دونو مقدم ہین اور کتابون پر تو یہہ کہنا

اوسکا اونکی گمان سی ہی اور دعوی بی دلیل ہی اور کسی مجتہد کی مقلد کو اس
بات کی پیروی کرنی درست نہین ہی اسواسطی کہ ان دونون کتابون کا
صحیح ہونا نہین ہی مگر اس لحاظ سی کہ بخاری اور مسلم نی جن شرطون کو
کہ راویون مین اعتبار کی ہین وہ سب شرطین اونکی تلاش کین موافق ان
حدیثون کی راویون مین پائی گئی ہون اور شک نہین ہی اس بات مین
کہ بخاری اور مسلم کے کہتی سی کہ وہ سب شرطین اون راویون مین مجتمع تہین یقین
ہی نہین ہوسکتا ہی کہ واقع مین بہی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہی کہ حقیقت مین
ویسا نہو کیونکہ ہوسکتا ہی کہ کسی راوی کی ظاہر حال کو دیکہکر اونہون نے
مثلا عادل سمجہا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو اسلئی کہ مسلم
نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون سی روایت کی ہی کہ ان راوین مین کچہ
خلل اور نقصان تہا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا یہی حال ہے تو اب اعتماد
راویون کی احوال مین علمای مجتہدین کی فرمانی پر ہے اور اسی طرح حدیث
کی صحیح ہونی مین اور ضعیف ہونیمین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے
یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہی کہ جسکو اوسکی امام نی معتمد کہا
ہو اور اوسکی حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکی امام نے صحیح
فرمایا ہو تو پہر جایز ہی کہ کوئی حدیث سوای ان دو کتابون کی اور کسی
کتاب مین ہو جو اوسکی امام کی نزدیک صحیح اور معتبر ہو ان کتابون کے
حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سی سو خلاصہ
اس کلام کا یہہ ہی کہ ہر حدیث کی صحیح ہونی مین مجتہدون کی قول پہ
اعتماد ہے مقلدون کی نہین یعنی جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پہر اوس کے

امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوس کی حق مین وہی حدیث صحیح ہے
دوسرے کی قول پر اعتماد نہین تو پھر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث قبول
کرے اور اوس پر عمل فرمایا تو پھر حدیث اون محدثون سے کہ جو لوگون
مین مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جایز نہین ہے اور مجتہد کو الزام
دینا محدثین کے قول سے محض بیجا اور دعوی بلا دلیل یعنی جب کسی مجتہد نے ایک
حدیث کو روایت کر کے اوس کے موافق عمل کیا تو اب اوسکی مقابل مین
اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روایت کیا ہو اعتراض کرنا جایز نہین
اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد کے تقلید سے پھرنا اور اوس
کے مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے اور شرح سفر
السعادت کی ۳۳ صفحہ مین ہی نزد قدمای ائمہ مجتہدین وکبرای الشان علمی
وافر از حدیث ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ و
منسوخ بود کہ الزام ایشان بہ تقلید ومتابعت احکام واقوال علمای متاخرین
از اہل حدیث نتوان کرد واز حیطہ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان بیرون
کرد برطبق کلامی کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافتہ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ اگلے
مجتہدون یعنی ان چار امامون مین حدیث کا علم کامل تھا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کی تمیز امین بڑے کامل تھے یعنی حدیثون کا احاطہ
اور تلاش مین اور ہر حدیث کی حال دریافت کرنیمن جس قدر ان چار امامون
کو علم اور امتیاز تھا ان محدثون مشہورون کی نہین اس قدر نتو علم تھا نہ امتیاز
تھا تو پھر ان مجتہدونکو الزام دینا جایز نہین ہے قول سے ان محدثون
کی اور حکم کرنے سے اون جماعت کی یعنے محدثون کی تحقیق کے لحاظ سے

۱۲

اور ا ونکی تمیع کے اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہوسکتا
ہی اور محدثون کی قول کے اعتبار سے مجتہدون کے تقلید سے
پہرنا درست نہین ہے جیسا کہ ابن ہمام کے کلام سے منقول ہوا اور
حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا یہہ ہی کہ امام ہمام ابن
ہمام محدث نے کہا ہی کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوئی محدث اونکے
مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیون کو تقلید
کرنے اوسکی درست نہین ہی اور اسی طرح جس حدیث کو اونہون نے
ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنے اوسکی جائز نہین ہی اس واسطے
کہ حدیث کی صحیت اور ضعف راویون کی حال کے لحاظ سی ہے
اور بہت سی راوی ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین بعضے
محدثون نے اونکو عادل سمجہا ہے اور بعضے دوسری نے اونہین غیر
عادل ٹہیرایا ہے تو ہوسکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثون سے نے
عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق مین غیر عادل ہو اور
اسی طرح جس راوی کو اونہون سے نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے
امام کے تلاش مین وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہین ہمکو مگر اس
چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے پہر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث
کو قبول کرکے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب
العمل ہے اور دوسری حدیث اوسکی مخالف جسکو اون مشہور محدثون
نے روایت کیا ہی اور اپنی کتابون مین درج کیا ہی تو کسی کو مقلد ہو یا
غیر مقلد اوس حدیث سے امام پہ اعتراض کرنا جائز نہین ہی اور اون کے

اور قرآن کا بی کہ جو فرمایا ہے اللہ تعالی نے اما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ

مقلد کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنی امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست
نہین اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۴۲ صفحہ مین لکہا ہے آین چہار تن از
امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف
و تطبیق و توفیق میان انہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ
و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ و استنباط احکام بقیاس و اجتہاد
از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ
و سبیلی نیست و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہمبرین مذہب بودہ اند یا رب
مگر انہا نیکہ از ایشان بپایہ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان بہ رأی
خود اجتہاد سے می نمودہ باشند واللہ اعلم خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ یہہ چار
مجتہد دین کی امام اور ملت اسلام کی پیشوا ہین کہ اونہون نی پیغمبر خدا کے
حدیثون کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کر اور اون سب کے میان موافقت اور
مطابقت دی اور بیان اور تاویل فرما کر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت
کوشش و جانفشانی اور مشقت و حیرانی اوٹہا شرع کے حکمون کو اونکی
دلیلون سی جتکر خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوائی پیروی کرنے
ان چار امامون مین سی ایک کے اور کچہہ تدبیر نہین بہہ نہایت ہی شریعت
کے علما اور طریقت کے اولیا ہے اسی مذہب پر تہی مگر ان لوگون مین سی
جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا سو خواہ
ان چار امامون کی موافق ہو یا مخالف اور اوسی شرح سفر السعادت کے
۴۲ صفحہ مین ہے و بالجملہ مذہب حق در طریق وصول بمنزل مقصود و
ابواب درآمد خانہ دین این چہار سمت ہر کہ پای از ین چہار بیرون نہد در تحیر افتد

جواب یہ ہی کہ ... فتاوی عالمگیری ... ان الاجتہاد ... و فیہ ... در بساط اجتہاد ... در فہم ان عاجز اند و مجتہد

۶۲

و مدار اصول ... کتاب و سنت و انتم ... و اوسی اصحاب ... الی المجتہد ... و مقدمۃ الاطلاع علی فہمہ ... و فی الہندیہ ... از وقت صحابہ و تابعین ... رسالہ ... ابی حنیفہ ...

در با اختیار نموده براه دیگر رفتن در دیگر گرفتن عبث و یاوه باشد و کار خانه
عمل را از ضبط و ربط بیرون افکند و از راه مصلحت بیرون افتادن است و
اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد هم از مذهب احد مختار روایتی که دلیلش
احسن و قوی و فایده اش اعم و اتم و احتیاط دران اکثر و اوفر بود اختیار کند در راه
رخصت و مساهله و حیله اندوزی نرود و این طریقه متاخرین است و شک نیست
که این طریقه محکم تر و مضبوط تر است ترجمه فی التحقیق مذہب حق اور منزل
مقصود کی پہنچنے کی راہ اور دین کی گھر مین آنی کا دروازہ یہی چار مذہب
ہی جس کسی نے کہ ان راہون مین سی ایک راہ کو اور ان دروازون مین سے
ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پہر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازہ
مین در آنا بی فائدہ اور بیہودہ ہی اور عمل کی کارخانہ کو انتظام اور رونق
سی بگاڑ دیتا ہی اور دین کی مصلحت اور خوبی سی دور پڑنا ہے اور جو کوئی
چاہی کہ تقوی اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے
اختیار کر کے اوس مین جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ
قوی ہو اور فائدہ اوس کا کامل ہو اور احتیاط اوس مین زاید ہو
اوسی کو اختیار کرے اور اوس مذہب مین جو روایت ضعیف ہو یا رخصت
کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکری اور حیلہ بازی اور فریب سازی اور
فساد پردازی نکرے اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہی اور شک نہین ہے
کہ یہہ راہ بڑی سیدہی اور استوار اور خوب مضبوط و ہموار ہی اور او
شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ مین ہے قرارداد
علما و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تحقیق مذہب

است وضبط وربط کار دین ودنیا هم درین صورت بود از اول تخییر است
هر کدام را که اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکی بجانب دیگر
رفتن بی توهم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواهد بود قرار داد
متاخرین علما این است وهو المختار فیه الخیرا اجماع اور اتفاق علما کا اور
صواب دید انکا اس اخیر زمانی مین اس بات پر ہی کہ ہر کوی ان چار مذہبون مین
سی ایک کو اپنی حق مین معین اور خاص کر لیوی کیونکہ کاروبار کا انتظام
اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہی ہر شخص ابتدائے
حال مین اپنی مختار ہی کہ جسکو ان چار مذہبون سی چاہی اختیار کریے
لیکن ایک کو اختیار کرنی کی بعد پہر دوسری مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور
بدگمانی سی خالی نہو گا اور عبادات او معاملات کی بابت مین تفرقہ اور انتشار
اور اختلاف واقع ہوگا علمای متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہی اور یہی
بہتر اور مختار ہے اور خیریت او مصلحت اسی مین ہی دوسری مین نہین
اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۸ صفحہ مین ہی در اذان بعضی مردم جاہل
در آمده که مذهب امام شافعی رح موافق احادیث است وسلوک طریقه اقتدا و
اتباع مذهب ایشان بهتر است ومذهب امام ابوحنیفه مبنی بر رای و اجتهاد است
ومخالف احادیث این سخن غلط محض و جهل صریح است آخر نه در اجتهاد حفظ کتاب
الله وحفظ احادیث رسول الله ومعرفت اقوال سلف شرط است ولی آن را
نیز وچون قیاس و اجتهاد ان امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمام امت
است این گمان را مجال نبود مانکه سبب وقوع درین ورطه آن بود که بعضی
محدثین که در مذهب امام شافعی بودند در کتابهای که تصنیف کردند چنانچه مصابیح

۶۷

دست کرده و مانند آن دلایل مذهب خود را تنقیح و تلخیص نموده جمع کرده‌اند و در ابطال

مذهب حنفی براه طعن و جرح رفته‌اند این باب گوشه تعصبی نخواهد بود و اگر از ان باب

با حنفیه بی گوشه تعصبی نباشند عفا الله عنهم نظر در کتب حنفیه کرده [...] بود

است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد مواهب الرحمن کتابی است

درین مذهب شارح او التزام کرده است که دلیل از آیات قرآن و احادیث

صحیحه بیارد و گفته‌اند که نزد وی از چند صندوق قبا بود که احادیث مسموعه خود در اوراق آن

ضبط کرده و گفته‌اند که مشایخ او که از ایشان استماع حدیث کرده و در آن جماعت

از صحابه که از ایشان شنیده و از تابعین سه صد کس بوده‌اند و انها که از وی

مستند کرده‌اند پانصد کس اند و مجموعه استادی وی در علم چهار هزار کس اند و

جمعی از ابرار بر ترتیب حروف تهجی جمع کرده‌اند و چون احادیث که امام شافعی ازان تمسک

نموده امام ابو حنیفه بدان تمسک نه نموده مردم گمان کرده‌اند که مذهب او

مخالف احادیث است و حال آنکه درینجا احادیث دیگر است صحیح تر و قوی

تر ازان که بدان اخذ و تمسک نموده و این معنی به تفصیل بیان کرده و اثبات

نموده‌اند اگر آن ذکر کنیم سخن دراز گردد بالفعل آن مباحث موجود است

طالب حق را باید که بدان رجوع کند و فی الحقیقت مذهب حنفی جامع معقول

و منقول است و اما آنکه در اغلب اوقات احوال عادت کریمه آن امام همام آن

بود که در تفهیم و تبیین مذهب خود بجهت رعایت طبایع عامه خلق که مجبول اند بر

تطابق معقول و منقول و تایید نقل به عقل اقتصار بر دلیل معقول کردی

و به قصد تسلیه و تشفیه اتباع ایشان در گشتن آن می کوشیدی و الا اصل تمسک

و استدلال او بکتاب و سنت و اقوال سلف بود و خود صریح [...] که اول رجوع بکتاب و سنت و اجماع و قیاس کند [...]

شرط عمل بیان عدم آن اصول است و دلایل عقلی ایشان در حقیقت بر آن تایید
و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی بر قیاس را و لابد از احادیث
آنچه موافق بقیاس بود ارجح است نه آنکه قیاس در مقابل نص کرده باشد و نیز
حکم به صحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان سابق است
چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت
و قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه
وسلم پس از آن از جهت رواة دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از
حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثی لازم نیاید ضعف وی در زمان امام ابو
حنیفه رح و این نکته ظاهر است و امام اعظم بجهت غایت امتیاز و وفور فضل
و کمال مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین
را نیز باعث حسد گونه بود و در حقیقت هر که فاضل تر محسود تر شافعیان را این
حال است امام شافعی رح را به بینید که چه مدح وی و مدح اصحاب وی می کند و میگوید
النَّاسُ کُلُّهُمْ عِیَالٌ علی فِقْهِ أَبِی حَنِیْفَةَ و اینجا که تقلید و اتباع امام ابو حنیفه
باحادیث و اقوال صحابه است دیگر بر امیست اصحاب ابو حنیفه رح همه متفق اند که
حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد است
و وی رح تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث با قیاسه از دست
ندهد امام شافعی قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام
قیاس نیز جز بقیاس موثر عمل نکند و قیاس مناسب و قیاس شبهی و
و قیاس نزد وی همه نزد وی متروک و غیر معمول است و در
چندین مواضع قیاس را با حادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس کرده

اگر ازاد کر گفتم بہ رازی کشد د ابو حنیفہ تقلید صحابی بہ در انچہ صحابی باجتہاد خود گوید
واجب دانند و شافعی گوید ہمہ رجال و نحن رجال یعنی و ایشان در اجتہاد برابریم و ہم
مجتہد اینم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد نقل است کہ امام ابو حنیفہ رح فرمود کہ
عجب از مردم کہ مرامی گویند کہ وی فتوی برای خود میدہد و حال انکہ من ہرگز فتوی
ندہم مگر بانچہ ماثور و مروی است و امام حجت عبد اللہ ابن مبارک کہ از وی رح
نقل کردہ کہ گفت انچہ از حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آید فبالراس
والعین و انچہ از صحابہ رسید نیز اختیار کنیم و از گفتہ ایشان نبرائیم ولیکن چون
چیزی از تابعین بیاید او ایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق حق
بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اوسکا یہہ ہی بعضی لوگون کی گمان مین ہی کہ مذہب امام
شافعی کا احادیث کی موافق ہی اور حدیث کی پیروی اوکی مذہب مین زیادہ ہے
اور امام ابو حنیفہ کی مذہب کا مدار رائی اور اجتہاد پر ہی یہہ کلام محض غلط ہی اور
صریح نادانی ہی کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا
اور یاد رکہنا اجتہاد مین شرط ہی اور بغیر ان چیزون کی اجتہاد درست نہین ہے
اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب مجتہدون کی اجتہاد پر مقدم اور سابق ہی اور
سب علما اور مجتہدون کی نزدیک ثابت ہی اور تمام امت کا مقبول ہے
تو پہر یہہ گمان فاسد کا محل نہین ہی اور سبب اس گمان اور زعم کا یہہ ہے
کہ بعضی محدثین شافعی المذہب نے کتابین حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا
مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکی مانند تو اپنی مذہب کے دلیلین ڈہونڈہ کر اور
حدیثین جو اونکی مذہب کے موافق ہین چنکر جمع کیا ہی اور جو حدیث کہ
ابو حنیفہ کی مذہب کے موافق ہی اوسپر طعن اور جرح کیا ہے

اور حقیقت مین یہہ سب تعصب سے باہر نہ تہا اور اکثر اون لوگون کی تعصب
اور بغض سے خالی نہین تہی تو اس صورت مین چاہیے کہ حنفی مذہب کے
کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کی جاوی تاکہ حقیقت
ظاہر ہو جاوی کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث کی ہے
جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح اوسکا التزام
کرکی ہر مسئلہ کی دلیل کو قران اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول
ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین کہ جن
حدیثون کو اونہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون
مین درج کیا تہا اور مروی ہی کہ اوستاد سب اونکی جنسی اونہون نے احادیث
سنی تہین سوای صحابہ کی تین سو تابعین تہے اور جن لوگون نے کہ امام سے
اونکی سند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی رح
جن حدیثونسی دلیل لاتی ہین اور امام ابو حنیفہ رح اونسی دلیل نہین لاتی تو
لوگون نی گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کی مخالف ہی اور حال
یہہ ہی کہ ان حدیثون کی سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی بہ نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سی امام اعظم رح دلیل لاتی
ہین اور اس بات کو لوگون نی بالتفصیل بیان کیا ہی اگر ہم اون سب
کو ذکر کرین تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل یہی وہ سب احادیث موجود ہین
طالب کو چاہی کہ ان سب حدیثون کی طرف رجوع لاوی تاکہ ان سب احادیث
مخالف کو دیکہہ کر شک اور شبہہ مین نہ پڑی اور حقیقت مین مذہب حنفی
جامع ہی دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت حضرت امام اعظم رح کے

اکثر اوقات مین یون ہی کہ اپنی مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر
فرمائی اس لئی کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر کہ نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تطبیق دیتی ہین اور اگر کوئی امر نقلی اون کی عقل کے
موافق ہو تو اوس پہ خوب اعتقاد نہین لاتی اس جہت سے امام اعظم رح لوگون
کی قبولنے اور ماننے کی واسطی مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سی ظاہر کرتی تہی اور حقیقت
مین دلیل امام اعظم کے قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سی ہوتی اور ہی الواقع
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع مین
پایا جاوی تب تک قیاس کے طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب
کسی ایک مین نملی تو بالضرورۃ قیاس سے حکم کری تو پھر ایسی امام کے طرف
کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے
حکم دیا ہو اور دوسری بات یہہ ہی کہ عقلی دلیل امام کے حقیقت مین واسطی
ترجیح دینی بعض حدیث کو بعض حدیث پر ہتی یعنی جبکہ دو حدیث مین اختلاف
ہوتا ہتا اور ترجیح کسی کے کسی طور پر نہولی تب امام اعظم جس حدیث
کو دلیل عقلی کے ساتہہ موافق پاتی اوسکو غلبہ دیتی ہتی اور یون نہ ہتا کہ
حدیث کی مقابل مین قیاس پر عمل کرتے نعوذ باللہ من ذلک اور تیسری بات
یہہ ہی کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلی زمانی مین اور پچھلی زمانہ مین
مختلف ہے بہت سے حدیثین ہین کہ متقدمین کی نزدیک صحیح ہین اور متاخرین
کے نزدیک ضعیف اور یہہ ہو سکتا ہے کہ جتنی راوی کہ درمیان امام
اعظم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتی سب مین شرطین صحت
کے جمع ہتین اسواسطی وہ حدیث صحیح ہوی پہر اون کی زمانی سے کے

بعد راوی سب دوسرے ہوی اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچھلی زمانی کی محدثون
کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹہیری اس واسطی کہ اون محدثون سی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطی بہت ہوی یعنی راوی سب اس حدیث کی اون
لوگون اور حضرت کی درمیان اگی سی زیادہ ہوی اور اون سب راویون مین
شرطین صحت کے پائی نہین گئین اس لئی محدثون نی اوس حدیث کو ضعیف کہا
اپنی زعم کی موافق پہر اگر کسی محدث نے جو امام اعظم کی پیچہی تہی کسی کو ضعیف کہا
ہو تو اوس سی لازم نہین آتا ہی کہ امام اعظم کی زمانی مین بہی وہ حدیث ضعیف
تہی اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تہا اور بڑا افضل و عالم تہا اکثر
لوگ اوپر حسد لیجاتی تہی متاخرین شافعیہ کو کیا کہی بلکہ متقدمین کو بہی
اوس جناب کی ساتہہ حسد تہا اور حقیقت تو یہہ ہی کہ جو کوی برا فاضل ہوتا ہی
تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ہی تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہہ حال ہی اور پیشوا اونکے
امام شافعی رح کو دیکہا چاہی کہ کس قدر تعریف امام اعظم اور اونکی اصحاب
کی کرتی ہین اور کہتی ہین اَلنَّاسُ عِیَالٌ عَلیٰ فِقْہِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی لوگ
اعتماد کرنی والی ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکی اور امام
اعظم کو جس قدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تہی
دوسرے مجتہدون کو نہ تہی اور اصحاب امام ابو حنیفہ کی سب متفق ہین اس بات پر
کہ حدیث ہرچند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظم رح
کا تو یہہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتہہ سے نہین
چہوڑتے آخر کو ضرورت کی وقت مین جب کوئے حدیث
معتبر نہ ملتی تب لاچار قیاس پر عمل کرتے اور امام شافعی رح بہت سی

حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتی ہین اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو جس بات مین کہ صحابی نے اپنی اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتی ہین اور شافعی کہتے ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بھی مجتہد تھے اور ہم بھی مجتہد ہین مجتہد کو تقلید کرنے دوسری مجتہد کے جایز نہین ہی اور امام حجت عبد اللہ ابن مبارک نے امام اعظم رح سی روایت کی ہی کہ فرمایا ہی امام اعظم رح نے کہ جو کچھہ حدیث مین آیا ہی اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہین اور جو کچھہ کہ اصحاب سے مروی ہی اوسکو بھی ہم اختیار کرتی ہین اور اونکی باہر نہین اتی ہین لیکن جو کچھہ کہ تابعین سی منقول ہو توہم اور وہ برابر ہین پھر ہم بھی تحقیق کرین گی اور حق کو تلاش کرین گی

پچیسوان سوال

جواب سی سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چارون اماموں مین سی ایک کی تقلید اوسپر واجب ہی اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکے امام کی مذہب کے مخالف پہنچی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جایز نہین ہی باوجود اسکی کہ حضرت امام ابوحنیفہ رح نی فرمایا ہی اُترُکُوا قَولِی بِخَبَرِ الرَّسُول صلے اللہ علیہ وسلم یعنی جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ تو اوسپر عمل کرو اور ہمارے قول کو چھوڑدو اور اسی طرح سی اور اماموں نی بھی فرمایا ہی تو پھر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکری تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر بھی عمل نکیا ۞ اور امام کی حکم پر بھی نچلا اور دوسری بات یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانی مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتی تھی عمل کرتے تھی یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تھا کہ جو حضرت فرماتی اپنی اپنی سمجھہ کے موافق عمل مین لاتی اور ایسا فرق نہین تھا

کہ جو کوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرتؐ کے فرمانے کی موافق اور اپنی دریافت کے مطابق عمل کر لیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرتؐ کے قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد ہتے مثلاً ابوبکر یا عمر اونکی تقلید کرتا تو پھر اسمین کیا مضر ہی کہ اس زمانے مین اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوے یا کوئی معتمد عالم سے سُنے تو اوسکو اوسپر عمل کرنا جایز نہووے بلکہ کسی مجتہد کے تقلید اوسپر واجب ہو

جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہیے کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہی تو اوس مین تین چیز ضروری ہیں یعنی ہر شخص جب تک تین چیز کو نجانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اوسکی حق مین ثابت نہین ہوتا پہلا جاننے کہ یہہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث سے کیا ہی یعنی اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھے تیسرا جانے کہ یہہ حکم ہم پر ہی یعنی اس حکم مین ہم بہی داخل ہین دوسرون کے واسطے خاص نہین ہیہ کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سے ایک بات کو نجانیگا تو اوسکی حق مین وہ ثابت نہوگا مثلاً اگر حضرتؐ کے کلام ہونیمین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق یا کافر سے سُنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہی اور ایسا اگر کسی حدیث کے مراد کو نہ سمجھے جیسا کہ حدیث مجمل تو جبتک مراد اوسکی نہ سمجھیگا تو کیا عمل کریگا اور اسے طرح سے جب جانے کہ یہہ حکم مجھپر نہین ہی بلکہ دوسرون کی حق مین ہے جیسا حکم منسوخ کہ اگلی مسلمانون کی حق مین تہا تو وہ حکم بہی ثابت نہین ہوتا ہی جب یہہ بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسیکو خطاب کرکے کوئی حکم فرماتے تہے تو اوس شخص کے حق مین یہہ تینون باتین پائی جاتی تہین پہلا امر تو ظاہر ہی کہ جب کسی مسلمان نے حضرت کی زبان سے کوئی حکم سنا تو یقین جانا کہ یہہ

حکم رسول خدا کا ہی اور دوسرا امر بہی پایا جاتا تہا اسواسطی کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک
کو اوسکی سمجھہ کے موافق حکم فرماتی ہیں کہ کسی طرح سی اوسکو شبہہ باقی نرہتا تہا
جیسا مشہور ہی کہ حضرت نی خود فرمایا ہی کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُولِهِمْ
بات کرو لوگون کی ساتہہ اونکی سمجھہ کے موافق یعنی لوگون سی بات اس انداز
سی کرو کہ اونکی دریافت مین آجاوی پہر اگر کوئی شخص لائق اور ذہین ہوتا تو
اوسکو اجمال اور کنایہ سی فرماتی اور اگر ایسا نہوتا تو حسب حال اوسکی خوب واضح
کرکی ارشاد کرتے کہ اوسکو کچھہ شبہہ نرہتا جیساکہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم
مین ہی عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا تَکَلَّمَ
بِکَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ یعنی انس رض نی کہا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتی تو تین بار ارشاد کرتی تاکہ
بی شبہہ خوب سمجہا جاوی اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنی
حال کے قرینی سی یا حضرت کی حال سے یا اور بعضی لوگون کی حال سی یا اپنی
سوال کی قرینی سی یا حضرت کی کلام کے سیاق سی یا اور لوگون کی گفتگو کے
رد سی حضرت کی مراد سمجھہ لیتا جیساکہ انشاء اللہ تعالیٰ مثال اوس کے
آگی مذکور ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کی خلاف ہوتا تہا کہ ہر کوئی اوس کے کنہ
کو نہین پہنچتا تہا بلکہ وہ صحابی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین
اکثر حاضر رہتی تہی اور حضرت کی عادات سی خوب واقف تہی اور آپ کے
صحبت کے تاثیر کے سبب اون کی دل مین صفائی اور روشنی ہوگئی تہے
کہ سخن کی تہہ کو پہنچتی تہی اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب دریافت
کرلیتے تہے جیساکہ حضرت عائشہ رض کا حال تہا اور مثل اون کی واسطی اوسکی

مثال اسکی مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح بہی نہ بوجہتا
تو وہ ناچار پوچہتا جیسا کہ بہت سے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے اولا ایک
بات فرمائی پہر کسی صحابی نے پوچہا کہ یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے حاصل کلام
یہہ ہے کہ بعضا کلام حضرت کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب اوس کے
مراد کو کسی ایک طور سے سمجہہ لیتا اور ان باتوں کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال
لکہنے میں کلام دراز ہوگا اس واسطے بیان مجمل لکہا گیا انشاء اللہ تعالی حضرت
کے بیان میں بطور نمونہ کے حال اوسکا اور مثال اوسکا معلوم ہوگا اور تیسرا امر یعنے
اس بات کو جاننا کہ یہہ حکم ہم پر ہے یہہ ہی اوس شخص کے حق میں خاص
ہوتا تہا اس لئے کہ جب حضرت نے اوسکو خطاب کر کے کوئی حکم فرمایا تو ظاہر ہے
کہ اوسکے حق میں اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اوسکو کیوں فرماتے یہہ بعد حضرت
کے ان تینوں باتوں کو جاننا بہت دشوار ہوا اس واسطے کہ پہلا امر یعنے یقین کرنا
کہ یہہ حدیث شریف ہے اور یقین اوسکو کہتے ہیں کہ بغیر شبہہ اور بدون تردد
کے کسی چیز کو جاننا اور حدیث میں یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہے ایک
تو یہہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے یہہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسرے صورت یہہ
کہ خبر تواتر سے سنے اور اسکی صورت یہہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث
کے ہر زمانے میں اس قدر آدمی ہوں کہ عقل ہرگز تجویز نکرے کہ اتنے لوگ سب کے
سب جہوٹہ کہتے ہیں اور خبر تواتر میں یہہ بہی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا
تک ہر زمانے میں اور ہر طبقے میں اس قدر راوی ہوں کہ ایک دوسرے برابر
سنتے چلے آتے ہوں اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہیں اور ایسی حدیث کو

متواتر اور حدیث متواتر مین ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کے عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہی اور ایسی روایت سی اوس حدیث مین یقین حاصل ہوتا ہی کیونکہ عادت جاری ہی کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل کرتی ہین تو سننے سی ہر ایک کو یقین آجاتا ہی مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سی قرآن شریف کی کلام خدا ہونی پر ہم لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکی نہین ہی کہ نقل متواتر سی ثابت ہی کہ حضرت علیہ السلام نی اوسکو خدای تعالی کا کلام فرمایا ہی پھر بعد حضرت کی جب پہلی صورت متعذر ہوی تو یقین حاصل ہونیکی لئی ایک صورت تواتر کی باقی رہی پھر اگر ایسی راوی اوس حدیث کی نہون تو ہرگز یقین حاصل نہوگا تو اب ہر حدیث مین اس طرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہی کیونکہ حدیث متواتر بہت تہوڑی ہی اس واسطی اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کی قایم مقام فرمایا ہی یعنی جب کسی کو گمان غالب ہو کہ یہہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو وہ حدیث اوس شخص کے حق مین ثابت ہوگی اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہی کہ اوسکی راوی کا حال خوب دریافت کری جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہی وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ رواہ مسلم روایت ہی ابن سیرین سی کہا کہ یہہ علم دین ہی یعنی قرآن اور حدیث یہی دین اور اسلام ہی سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکہتی ہو دین اپنا یہہ کلام شاہد ہے اہتمام اور احتیاط کرنیکی طرف دریافت کرنےمین احوال راوی کی یعنی حدیث کی راوی کو خوب تحقیق کیا چاہی کہ پرہیزگار دیانتدار راست گفتار نیک کردار ہو اور نہ لیا چاہی حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کری خصوصاً صاحب غرض جو

۷۷

نیا مذہب نکالنی والی جدا طریقہ رواج دینی والی ہوں کیونکہ وہ اپنا مذہب برواج دینی
کی واسطی بہت سے باتیں دین میں افترا کرینگی اور جہوٹہہ حدیثیں لوگوں کو سناوینگے
یہہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوۃ کا ہی پہر جب کسیکو راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکی حق میں اوس کلام کے حدیث ہونی پر گمان غالب
حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنی افعال میں عادل اور اقوال میں صادق ہوتا ہی
تو ظاہر حال ہی اوسکی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ حدیث کی روایت میں بہی وہ سچا ہوگا
کیونکہ جہوٹہہ کہنا حرام ہی خصوصا پیغمبر علیہ السلام پر جہوٹہہ بات کو افترا کرنا اکبر الکبائر ہے
اس لئی ایسی شخص کے روایت پر گمان غالب ہوتا ہی لیکن یقین حاصل نہیں ہوتا ہے
اسواسطی کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہہ اور احتمال باقی نرہے
اور حال یہہ ہی کہ عقل کے نزدیک ایسی شخص کا بہی کاذب ہونا جایز ہی اسواسطے
کہ ہم تو صرف اوسکی ظاہر حال پر مطلع ہوسکتے ہیں اور اوسکی نیت اور ارادے
اور اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہی کیونکہ بعضی لوگ ایسی بہی ہوتے
ہیں کہ اگرچہ ظاہر میں نیک کار خوش اطوار ہیں لیکن باطن میں منافق اور بد
دین معتقد جیساکہ اگلی زمانہ میں وضاع لوگ گذری ہیں اور بعضی آدمی ایسی
بہی ہوتی ہیں کہ اگرچہ ظاہرا اور باطن میں نیک ہیں لیکن کسی غرض کی سبب سے
یا اپنی زعم میں کسی ضرورت کی جہت سے کبہی جہوٹہہ کہتی ہیں اور اپنی اعتقاد میں
اوسکو دینداری سمجہتے ہیں جیساکہ مولانا عبد العزیز رح نی رسالہ اصول
الحدیث میں لکہا ہے کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تہا قران کے
سورتوں کی فضیلت میں اوسنی بہت سے حدیثوں کو وضع کرکے رواج دیا تہا
اور مشہور کیا تہا پہر جب اوسکو لوگوں نی پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت

تک کیا بات لاچار ہوکر اقرار کیا کہ مینی ان حدیثون کو بنایا ہی اور نیت میری خیر تہی
کیونکہ مینی لوگون کو دیکہا کہ قرآن کی طرف کم متوجہہ ہین اور دوسرے علوم کے طرف
مثل تواریخ اور فقہہ کی زیادہ مشغول رہتی ہین تو لوگون کو رغبت دلانی کی واسطے
یہہ حدیثین بنائین کہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطلب کے طمع سے
اکر قرآن پڑہین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین اور اسے
طرح سی بعضی واعظ اچہی کام مین رغبت دلانی کی واسطی یا بری کام سی ڈرانے
کی لئی حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی کہتی ہین باوجودیکہ جہوٹہہ بات
کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنی   ہر صورت مین اور ہر تقدیر
مین حرام ہی اور راوی مین ایک امر اور بہی ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ فہم اور ضبط
اور حفظ یعنی جو کچہہ اوسنی سنا ہو خوب سمجہنا اور ضبط کرنا اور یاد رکہتا ہو اگر
اوسکی فہم مین نقصان یا احاطہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچہہ خلل ہوگا تو
اوسکی روایت پر بہی اعتماد نہوگا پہر جاننا کہ راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین حاصل ہونی کا دو طریق ہی اول یہہ ہی کہ اوسکی صحبت
مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکی دریافت کری دوسرا
یہہ ہی کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سی معلوم کری یعنی اس قدر لوگ اوسکی
کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہرگز عقل تجویز نکری کہ یہہ
سب کی سب اوسکی جہوٹہہ تعریف کرتی ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہہ ہی کہ اگر درمیان اوسکے
اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت
مین سی ایک طور سے یقین حاصل کری اور اگر ایک واسطے سی زیادہ

سو لو جیسی ہر راوی کا حال اوس دو تون فریق سی معلوم ہو سکتا ہی لیکن اوسکی
اوپر کی راویون کا حال جو فوت کرگئی ہین روایت سی دریافت ہونا ممکن نہین ہے
صرف تواتر سی اونکا حال معلوم ہو سکتا ہی الغرض جب سب راویون کی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر بکمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب ہوگا لو
اگر کسی راوی کی ان سب حالات پر یقین نہی حاصل ہو بلکہ اگر کسی طرح کا بہی اوسکی
حال مین شبہہ واقع ہو جیسی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنی وہ سب صفات جو
راوی مین شرط ہین کچہہ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا گذری گمان
غالب بہی حاصل نہوگا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو روایت
کرنا جایز نہین ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن عباس رض قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم الخ یعنی پرہیز
کرو تم حدیث کی روایت کرنیکو مجہسی مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجہسی ہے
الخ اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مین ہی وعن ابی ہریرۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع
یعنی بس ہی مرد کو جہوٹہہ کہنی مین اسقدر کہ حدیث کری جو کچہہ سنے یعنی اگر
کوئی کسی طرح کا جہوٹہہ نہی لیکن جو کچہہ لوگون سی سنی بی تحقیق کہی ہوئی اسکو روایت
کیری تو اسی قدر بس ہے جہوٹہہ کہنی کو تو معلوم کیا چاہی کہ جب آدمی بی تحقیق
کسی بات کی نقل کرنیمین دروغ گو بنتا ہی تو کوئی حدیث بی تحقیق اور بدون علم
روایت کرنیمین اوسکا کیا حال ہوگا پہر اس زمانی مین بہی اگر کوئی چاہی کہ کسی
حدیث کو خود تحقیق کری تو اوسپر واجب اور ضرور ہی کہ اپنی اوستادسی یعنی جس سے
اوس حدیث کو سنا اوس سی لیکر صحابی تک جتنی راوی گذری ہین ہر ایک کو

حال الکسے الگ کا حقہ اسی طور سی کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کری پہر جب
ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کے
یقین سی معلوم ہو جاوی تب وہ حدیث اسکی حق مین ثابت ہوگی اور اگر ایک
راوی کی حال مین بہی شبہہ گذریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بہی شبہہ ہوگا اور اوسکی حق
مین وہ حدیث ثابت نہوگی پہر اس زمانی مین سب راویون کا حال دریافت کرنا
بہت مشکل ہی بلکہ متعذر ہی کیونکہ کس قدر لوگ گذری ہین کہ اونکا احوال خبر
متواتر سی تو کیا معلوم ہوگا نام بہی اونکا مشہور نہین ہی اور سابق مذکور ہوا
ہی کہ راویون کی حال کو بالیقین جاننا ضرور ہی اور یقین سی جاننی کی دو ہی
صورت ہی یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہی یا خبر تواتر سی سنی اور بعضی
لوگون سی اوسکا حال سنا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکہنا کفایت نہین کرتا پہر
جب یہہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکہنا
یا صرف کسی عالم متبحر سی سننا کسی کی حق مین کافی نہوگا کیونکہ اوسکی حق مین ثابت
موقوف اس بات پر ہی کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سی احوال سب راویون کا
بالیقین معلوم کری اور ان دونون صورتون مین راویون کا حال کچہہ ثابت ہوا
اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس شخص کی حق مین ثابت ہوا کہ جسنی اس
کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد رکہا تہا طالب کے حق مین تو یہہ ضرور ہی کہ سب کا
احوال خود تحقیق کری اور تواتر سی تب اوسکی حق مین ثابت ہوگا اور اس
مقام کی بیان اور تحقیق سی کوئی یہہ نہ سمجہی اور نہ کہی کہ اس تقدیر مین کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نرہا اور سب مین شک اور شبہہ پڑ گیا سو جواب

اجماع کی سبب خلیفہ ہوی رسول
اللہ کا اور اللہ کے رحمت کا
مستحق موافق قیاس صحیح [illegible]
کی اور ایک دوسرا طریق [illegible]
کہ چارون [illegible] سی امام ابو
حنیفہ کی مذہب کو ثابت کرتے
ہین کہ حق تعالی نی سورہ جمعہ
مین فرمایا ہی ھو الذی بعث فی
الامیین رسولا منہم [illegible]

اوسکا یہہ ہی کہ فرق ہی درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنی کسی حدیث کے پانی کا دو طریق ہی ایک یہہ کہ طالب آپ تلاش کرکی ثابت کری دوسرا یہہ کہ کسی عالم محقق کے پیروی کری خواہ اوسکی زبان سی سنکر یا اوسکی کتاب مین دیکھہ کر اور سابق جو مذکور ہوا التحقیق کا بیان تہا اور تقلید کے صورت دوسرے ہی پہر اگر ایک شخص نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکی اوسکی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی نسبت اوسکی مصنف کی تقلید ہوی اور دوسرے عالم کے صرف پیروی ٹہیری اپنی کچھہ تحقیق نہوئی پہر اس زمانی مین جو شخص آرزو رکہی کہ تقلید کسی مجتہد کی نکری بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوی عمل کری تو یہہ ہوس اوسکی ہرگز حاصل نہوگی کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنی مین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو جس سے بہاگیگا آخر کو اوسی مین جا گریگا اور دوسری بات یہہ ہی کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نی کسی عالم کی تقلید کرکے اوسکی کتاب پر اعتماد کر لیا اور تقلید کی لحاظ سی حدیث پر اوس کتاب کی اعتقاد کیا لیکن حدیث کی مراد کو سمجھنی کی واسطی اور اوس سی حکم نکالنی کی لئی جو سب شرطین ضرور ہین جیسا کہ آگی مذکور ہوگئین کہانسی حاصل کریگا آخر کو گہبرا کہبرا کر لاچار ہوگی اور حدیث کی مراد کو سمجھنی اور حکم نکالنی مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہوگی تو حقیقت مین پہرا پہرا اور بہاگا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا تو پہر ابتدا ہی سے اوسنی کیون نہین اپنی اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی تہی اور افسوس صد افسوس ہی اوسکی حال پہ کہ جو شخص امام اعظم مجتہد معظم کی تقلید سے انکار کری اور عار رکہی اور پہر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جسکو نسبت شاگردی کی بہی آنحضرت صلعم کی ساتھہ نہین ہی تقلید کری خدا ہمکو اپنی پناہ مین رکہی ایسی حماقت اور ضلالت سی اور الزام

ابو حنیفہ رحمہ نے جو فرمایا ہی اترکوا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اوس کے
معنی یہہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سی پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنے اپنے
اجتہاد سی کہا ہی اوسکو چھوڑ دو پہر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کی موافق
ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکو چھوڑنے
کی کچھہ معنی نہین پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی بہ نسبت امام نے یہہ فرمایا ہی
لیکن یہہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کی حق مین نہین ہی کیونکہ اگر عام ہوتا تو
یون فرماتی یُترَکُ قولی کُلُّ مَنْ سَمِعَ خبرَ الرسول یعنی جو کوئی حدیث سنی تو
چھوڑ دی ہمارے قول کو بلکہ یہہ حکم امام کا خطاب خاص ہے اپنی شاگردون کے
لئی کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل
کرنے کی تہی جیسی امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطی کہ
حدیث پہ عمل کرنیکی واسطی ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی اوسکی سوا اور بہی بہت
سی شرطین ہین کہ آگی مذکور ہونگی اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر
ممکن ہی بلکہ اس زمانی کی عالمون مین بہی متعذر ہے لیکن خدای تعالی قادر ہے
کہ کسیکو وہ رتبہ اپنی فضل سے عنایت کرے جیسا کہ جواب سابق مین شرح سفر
السعادت سی منقول ہوا پہر اگر کوئی اس مقام کو دیکہہ کر شبہہ کری اور کہی
کہ جب مقلد کو حدیث پہ عمل کرنا درست نہین ہی تو پہر سابق کی مسئلون مین حدیثون
سی کیون تم دلیل لای ہو تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ ہمنی اون مسئلون کو کہ سابق ذکر
کیا ہی اون سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث سی استنباط کیا اور فقہ کی
کتابون مین ثابت ہوا ہی لیکن جبکہ بعضی لوگ کہتی ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط
ہی حدیث سی ثابت نہین ہی اسواسطی ہم نے ان مسئلون کی دلیل کو حدیثون سے

ہین جو کتابون سی پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلون مین شبہہ نہ پڑی اور
جو مسئلہ کہ امام سی ثابت ہوا ہی صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کی حق مین منع
نہین ہی اسکی بعد یہہ جانو کہ اگر کوی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوے
کہ جمع کرنیوالا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے
خالی نہین ہے یا تو امام اعظم کے قول کے موافق ہوگی یا مخالف اگر موافق ہوی تو
کچھ کلام نہین اور اگر مخالف ہوی تو اوس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اوس عمل
کی بہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید کرنی ہوی اور امام اعظم کی تقلید سی پھر آنا
حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوی وجہ نہین ہی اسواسطی کہ امام اعظم کا قول
بھی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سی ثابت ہی صراحتہ یا ضمنا ہوا اور یہہ گمان
نہین ہوسکتا ہی کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام لی اپنی قیاس سی کہا ہو
کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جایز ہوتا ہی کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے
اور یہہ شبہہ بھی محض لا جا ہی کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہونچی تھی اس
واسطی کہ اوس زمانی مین بہت سی صحابی موجود تھی اور وہ زمانہ تابعین کا تھا
اور لوگ حدیثون کو صرف زبانی یاد رکھتی تھی اور ڈرتی بھولنی کی عالمون
مین اکثر چرچہ اوسکا رہتا تھا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا بھی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہی کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی
اور لوگون کی عمل مین آتی پھر صرف یہہ گمان اور شبہہ کرکی امام اعظم کی تقلید
سی بھاگنا اور دوسری محدث کی طرف دوڑنا دین مین کھیل کرنا ہی ونعوذ باللہ
منہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہی کہ ترجیح امام اعظم کی قول کو ہی اسواسطی کہ امام
اعظم کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب تھا وہ اوس زمانی مین تھی کہ جبکہ

خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہی کیونکہ وہ تابعین تہی اور
بیس صحابی ہی یا دیکو زیارت ہوی اور سات صحابی ہی اونہون نی حدیث روایت
کی جیسا کہ درمختار کی خطبہ مین لکہا ہی اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا اور
کئی صندوق حدیثون کی کتابون کی اونکی پاس تہی جیسا کہ شرح سفر السعادت
کی خطبہ مین مرقوم ہوا ہی پہر ظاہر ہی کہ جس قدر اونکو حدیث صحیح پہنچی تہی
اور جتنی اونکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوی تہی باقی مجتہدون کو اور حدیث
کی کتاب جمع کرنیوالون کو جو اون کی بعد ہوی ایک کو بہی یہہ بات حاصل نہ تہی
پہر جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہو گی تو وہ حدیث وضعی ہو گی یا ضعیف یا منسوخ
یا ماول کسی تاویل کر کی جیسا کہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی شرح سفر السعادت مین مذکور
ہوی چنانچہ امام اعظم کی بعد ہزارون علما اور فضلا نی جو امام اعظم کی مسایل اور دلایل
کو حدیث کی کتابوں سی ملایا تو اگر کبہی کسی حدیث کو اونکی مذہب کی خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کی یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی ہی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول یا
اوسکی مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہی جیسا کہ آمین بالجہر کی اور رفع یدین
کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہی اور اسی طرح سی جتنی حدیث مخالف ہی سب
کا یہی حال ہی تفصیل اوسکی فقہ کی بڑی کتابون مین ہی جیسا فتح القدیر اور بحر
الرایق اور مواہب الرحمان اور تبیین الحقایق اور کافی اور شرح ہدایہ اور تخریج
الہدایہ وغیرہ جسکو اس بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچہہ علم رکہتا ہی تو چاہی کہ
وہ فقہ اور اصول فقہ کی کتابین دیکہی اور اگر وہ شخص جاہل ہی تو اوسکی حق مین
اسی قدر کافی ہی کہ بیشمار علما اور صلحا اور اولیا اون کی مقلد ہی اور مرتی دم
تک اونہین کی پیروی کرتی رہی اور تمام جہان کی مسلمانون مین تخمینا تین حصی حنفی ہی

ہوگئی اور ایک حصہ اور مذہب والی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین اور شریعت کا ہی حاکم اور قاضی اور مفتی وہان کی امام اعظم کے مذہب کے موافق احکام شرع کو جاری کرتی ہین اور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہہ کلام حدیث ہی جیسا اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضروری ایک اور امر ضروری اور وہ یہہ کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نی آیا حضرت کی قول کو بالفاظہ اور بعبارتہ یعنی بدون تغیر اوسکی لفظون مین نقل کیا ہی یا اپنی سمجہہ کے موافق مطلب اوسکا اپنی عبارت مین ادا کیا ہی اگر اول ہی تو مقبول ہی اور اگر ثانی ہی تو دو حال سے خالی نہین ہی اگر راوی مجتہد ہی تو مقبول ہی اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم ہیہ یعنی لفظ تہوڑے اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر پہر جو مجتہد ہی تو البتہ حضرت کی مراد کو سمجہہ سکتا ہی اور غیر مجتہد اون سب معانی کو ضبط نکر سکیگا اور غرض حضرت کی اکثر نہ سمجہیگا تو پہر اکثر غلطی مین پڑ جاویگا اس لئی اوسکی روایت پر اعتماد نہین جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وعن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ الحدیث ترو تازہ کری دیوی خدا اوس بندہ کو کہ جسنی سنا ہمارے کلام کو پہر یاد کیا اوسکو جیسا سنا اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وعن ابن مسعود رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نضر اللہ امرءً سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی لہ من سامع یعنی تازگی بخشی خدا اوس مرد کو جسنی سنا ہمسی کوئی کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تہا سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکہنی والی ہوتے ہین سننی والی سی اور مشکوۃ کے

شرح مین شیخ عبد الحق دہلوی نی لکہا ہی حاصل اوسکا یہہ ہی کہ یہہ حدیث دلالت
کرتی ہی اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہی اور نقل بالمعنی مین
علما کا اختلاف ہی لیکن مختار یہہ ہی کہ اگر راوی کلمات کی موارد کو اور عبارت
کی استعمالات کو اور الفاظ کی مقامات کو اور کلمات کی محاورات کو اور نکات اور
اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکہتا ہو
تو جایز ہی اور نہین تو درست نہین اسکی بعد دوسرا امر یعنی اوس حدیث
کی مراد کو سمجہنی بہت سی امر پر موقوف ہی اس مقام مین بطریق مثال کے چند
امور ذکر کئی جاتی ہین اور وہ شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہی اور عوام کو
اونکا سمجہنا دشوار ہی یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اوسکو اصول فقہ اور اصول
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا گیا پہلا یہہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہی کہ اہل
فصاحت اور بلاغت سی ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل
رکہتا ہو اور اگر عربی سی ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت اور
بلاغت کے قواعد کی خوب ضبط رکہی اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات
کو خوب جانی تاکہ لفظی معنی کو اولا سمجہی جیسا کہ مائۃ المسایل مین ہی حافظ
ابن حجر نی فتح المبین مین لکہا ہی اَلْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ اِلَى الْاَحْكَامِ الْخَمْسَةِ لِاَنَّهَا
اِذَا عُرِضَتْ عَلَى الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِيَّةِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِنْ تِلْكَ
الْاَحْكَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ عَلَى الْكِفَايَةِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُومِ الْعَرَبِيَّةِ
الْمُتَوَصِّلَةِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَيْهَا فَهْمُ الْكِتَابِ كَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَةِ وَ
الْمَعَانِيْ وَالْبَيَانِ یعنی بدعت کی پانچ قسم ہے حرام مکروہ واجب مستحب
مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوی قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی نہوگا ایک

ان پانچ احکام سے بہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہی سیکہنا علوم عربیہ کو جو
موقوف ہی اس پر سمجہنا قران کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان اور ایسا ہی
سمجہنا حدیث کا بہی موقوف ہی ان سب علمون پر اور ہدایۃ المسایل مین ہی
قَالَ الْقُسْطَلَانِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیِّ فِیْ بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ ظَالِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
سُفْیَانَ التَّابِعِیِّ وَھُوَ اَوَّلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِی النَّحْوِ بَعْدَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
رض کہا قسطلانی نے شرح بخاری مین احوال مین ابی الاسود ظالم کی کہ وہ شخص
پہلا اون لوگون کا ہی جسنے بعد حضرت علی کے علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کے
پہلی تو حضرت علی رض علم نحو کو تصنیف فرمایا پہر اون کی بعد اور لوگون کی بہ نسبت
اول ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا اور اوسی مایۃ المسایل مین ہی وفی الدر المنثور
عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخہ
عَنْ اِبْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ لَّا یَقْرَءَ الْقُرْاٰنَ اِلَّا عَالِمٌ
بِاللُّغَۃِ وَاَمَرَ اَبَا الْاَسْوَدِ بِوَضْعِ النَّحْوِ تفسیر در منثور مین ہی ابی بکر محمد ابن قاسم رض
سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سی کتاب تاریخ مین ابن ابی ملیکہ سی کہ کہا
حکم کیا عمر رض نے کہ قران نہ پڑہی سوا اوسی شخص کہ عالم ہو علم لغت کا اور حکم کیا اونہون نے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کی ذکر کیا حافظ ابن حجر نے فتح المبین بشرح الاربعین حدیث کے شرح مین وَاَمَّا مَا لَا یُنَافِیْ ذٰلِکَ بِاَنْ
تَشْہَدَ لَہٗ شَیْءٌ مِّنْ اَدِلَّۃِ الشَّرْعِ اَوْ قَوَاعِدِہٖ فَلَیْسَ بِرَدٍّ عَلٰی فَاعِلِہٖ بَلْ ھُوَ
مَقْبُوْلٌ مِّنْہُ کَاسْتِخْرَاجِ عُلُوْمِ اللُّغَۃِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ فَاِنَّ ذٰلِکَ
کُلَّہٗ مُسْتَحْسَنَۃٌ ظَاہِرٌ فَائِدَتُہٗ مُعِیْنٌ عَلٰی مَعْرِفَۃِ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَفَہْمِ
مَعَانِیْ کِتَابِہٖ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم فَیَکُوْنُ مَامُوْرًا بِہٖ وَکَوَضْعِ
لَمَّا اسْتَحَبُّوا ذٰلِکَ وَبِمَا اَنَّہٗ مَقْبُوْلٌ مِّنْ فَاعِلِہٖ مُثَابٌ مِمَّا دَلَّ عَلَیْہِ خلاصہ

یہہ بھی جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کی موافق ہو تو وہ مردود نہیں ہے بلکہ مقبول ہی جیسے علم لغت نحو معانی بیان کہ جس اس سب کا معلوم اور فایدہ اسکا ظاہر اور کلام اللہ کی دریافت اور قران اور حدیث کی معنی سمجھنی پر موقوف ہی تو یہہ سب بھی شرع کا حکم ہی اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع میں مقبول ہی اور فاعل کو اوسکی آخرت میں ثواب اور دنیا میں تعریف ہی پہر اوسکی بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام کی سمجھنی میں اور بہت سی چیزیں بہی ضرور ہیں منجملہ ان شرطوں کی یہہ ہی کہ کلام کی سیاق کو دریافت کری یعنی اوسکی روِیہ اور روش کو بخوبی سمجھی اسواسطی کہ بہت سی الفاظ حدیث اور قران کی ہیں کہ اگر صرف اوسی ایک جملہ میں نظر کیجی تو ایک معنی سمجھی جاتی ہیں اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجی تو مراد اوس کلام کی دوسری معلوم ہوتی ہی جیسا کہ مشکوۃ کی باب التیمم میں ہی خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ کہا جابر نی نکلی ہم لوگ کسی سفر میں پہر ہم لوگون میں سی ایک مرد کا سر پتہر سی ٹوٹا اور بعد اسکے اوسکو احتلام ہوا تب اوسنی ہمراہیون سی اپنی پوچھا کہ آیا تم سمجھتی ہو کہ تیمم ہمارے واسطی درست ہی بولی کہ تیری واسطی تیمم درست نہیں اس واسطی کہ تیری پاس پانی موجود ہی اور خدا تعالی نی فرمایا ہی کہ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو الغرض لوگون نی صرف اسی آیت پر نظر کرکی کہا کہ تیمم تجکو درست نہیں تب لاچار ہوکر اوسنی غسل کیا پہر پانی اوسکی زخم میں سرایت کرگیا آخر کو وہ مرگیا جابر رضی کہتی ہیں کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کی نزدیک پہنچی اور حضرت نی اس قصی کو سنا تو فرمایا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی قتل کیا اوسکو مار ڈالا خدا تعالی اونکو مارے

جون کہ اونہون نی بی علم کی فتوی دیا اس واسطی حضرت نی اونکو بد دعا دی اور فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکھتی تھی تو کیون واسطی علما سی نہین پوچھا کہ نہین ہی دوا دانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہہ ہے کہ اون لوگون نی صرف اس ایک آیت کو ملاحظہ کرکی حکم دیا اور آیت کی اگی اور پیچھی کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی پہلی اوسکی فرماتا ہی وَاِنْ کُنْتُمْ مَرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو اور پیچھی اوسکی فرماتا ہی مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ یعنی خدای تعالی ارادہ نہین کرتا ہی کہ کوئی حکم تمپر کری کہ اوس مین تمپر سختی اور تنگی ہو پس کلام سابق اور لاحق سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ مراد اس آیت سی یعنی فلم تجدوا ماء سی یہہ ہی کہ تمکو پانی کی استعمال پر قدرت نہو تو اوس تقدیر مین تیمم درست ہی تو معلوم ہوا کہ اس شخص زخمی کی حق مین تیمم درست تھا اور اسکی واسطی حضرت علیہ السلام نی ناخوش ہوکر اون کو بد دعا دی نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا بچاوی ایسی نادانی سی کہ حضرت علیہ السلام کی بد دعا مین پڑین اس حدیث سی کئی فائدی حاصل ہوی پہلا یہہ کہ بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچھلی بات سی علاقہ رکھتا ہی کہ جب تک اوسکو نہ ملاوی تو مراد اوسکی نہین سمجھی جاتی دوسرا یہہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قران کی مطلب سمجھنی کا نہو اگرچہ لفظی معنی سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان ہی ہو لیکن اوسکی سمجھہ اوسکو قران سی اپنی سمجھہ کی موافق مسئلہ دینا درست نہین ہی اور تیسرا یہہ کہ جسکو قابلیت قران کی مراد سمجھنی کی نہو تو وہ کسی عالم سی پوچھی اور اپنی رائی اور اپنی عقل اور فہم کو قران مین دخل نہ دیوی اور چوتھا یہہ ہی کہ اگر کوئی بےعلم کسیکو غلط مسئلہ بتا دے اور اسمین کچھہ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالی پر پڑتا ہی اور پانچوان یہہ ہی کہ جو کو

ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ناخوش تھا اور دعای بد مین پڑیگا
اور ظاہر ہی کہ جب وہ حضرت کی بد دعا مین پڑا تب عذاب الٰہی مین بھی گرفتار
ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ ومن سخط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
مشکوۃ کی کتاب العلم مین لکھا ہی اور یہ حدیث عمر بن شعیب کی طویل ہی جس قدر
یہان درکار ہی لکھا جاتا ہی فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ اِلٰى عَالِمِهِ
یعنی حضرت علیہ السلام نی فرمایا کہ جو بات قران سی جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو
اوسکی عالم کی طرف سونپو اور اوسی کتاب مین ہی عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهُ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ یعنی جو کوئی
فتوی دیا جاوی بدون علم کی تو گناہ لوگوں کا اس پر ہی کہ جسنی اوسکو فتوا دیا اب خوب
غور کر کر سمجھا چاہی کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تھی قران اور حدیث کو خوب
سمجھتی تھی کیونکہ اونہین کی زبان کی موافق قران اور حدیث وارد ہوا تہا باوجود
اسکی جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکھتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکو مسئلہ
نکالنی کو اور فتوی دینی کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پہر جو
شخص عجمی ہو اور صرف نحو لغت کے قواعد سی بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت
عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہو اور وی علوم کہ قران
اور حدیث کی سمجھنی کی واسطی ضرور ہین اوس سی ہی شخص بی غافل ہو صرف ترجمہ
قرآن اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسی کو فتوا دینا اور قران اور حدیث سی مسئلہ نکالنا
بی شبہ حرام ہی اور جبکہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونی کی حضرت علیہ السلام
کی بد دعا میں پڑ گئی تو پہر ایسی لوگ کہ اونکو زبان عربی مین بہی کچہ دخل نہو تو کیا
عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑ جاوین نعوذ باللہ منہا بلکہ ایسا شخص حق و گمراہ

91

مین پڑکر دوسرون کو بہی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن
عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَا
یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ
حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُہَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ
فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا متفق علیہ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہہ ہی کہ آخر زمانے مین علما
ہنین رہین گی اسوقت لوگ جاہلون سی مسئلہ پوچہین گی تب وہ جہال بدون
علم کی فتوا دین گی پہر وہ آپ گمراہ ہونگی اور دوسرون کو بہی گمراہ کرین گی نعوذ باللہ
منہا پہر جانو کہ قرآن کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجہنی موقوف ہی
اگلی یا پچہلی بات پر اور اکثر ایسا بہی واقع ہوتا ہی کہ راوی صرف ایک دو جملہ حدیث
کی نقل کرتا ہی اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چہوڑ دیتا ہی یا اس سبب سے کہ یاد
کو بہول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نی اسی قدر سنا تہا لیکن جب اوسکی زوائد
کو دوسرے راویون کی روایت سی ملایا جاتا ہی تب معلوم ہوتا ہی کہ اس حدیث کی ماقبل
یا مابعد یہہ جملہ بہی ہی تو اگر کوئی صرف حدیث کی اوسی ٹکری پر نظر کری تو ایک مراد
سمجہی جاتی ہی لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہی
کہ یہہ مراد نہین ہی بلکہ مراد اس کلام کی دوسرے ہی جیسا کہ یہہ حدیث مشہور اکثر
حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ تو اس کلام کی ظاہر سے
یہی سمجہا جاتا ہی کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہی یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف
نیت پر ہی اگر کسی عمل مین نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہی اور ثواب بہی
ملتا ہی اور اگر نیت پائی نجاوی تو عمل باطل ہے یعنی نہ صحت اور نہ ثواب جیسا کہ
امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتی ہین مثلا اگر وضو مین نیت نکری تو وضو

صحیح نہیں ہی اور ثواب بھی نہیں ہی اور اوس سی نماز بھی درست نہیں بلکہ دوسری
بار وضو نیت کی ساتھہ کرنا فرض ہی اور امام اعظم رح اس حدیث کی معنی یوں کرتے
ہیں کہ جزا ہر عمل کی موقوف نیت پر ہی یعنی حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر
ہی یعنی اگر نیت ہو کہ یہہ کام خدا کی رضا کی واسطی کرتی ہیں تو اسمین ثواب ہے
اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہی مثلاً وضو مین اگر خوشنودی
پروردگار خدا کے نیت ہو تو ثواب ہی اور اگر ایسا نہو برابر ہے کہ اصلا
نیت نہو جیسا کہ کوئی تالاب مین بلا قصد گر پڑا اور وضو کی اعضا کا
غسل اور مسح ہو گیا یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو جیسا ٹھنڈا ہونا یا گندگی کو
رفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اسکا اسمین ثواب نہین لیکن وضو درست
ہی نماز اس وضو سی جایز ہی دوسری بار وضو کرنے کی ضرورت نہین پھر جب
اس حدیث کو پہلی کلام سے کہ بعد اس عبارت کی ہی ملایا جاتا ہی تب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہی حق ہی کیونکہ جہی اس
کے یہہ مضمون ہے کہ ہر مرد کے واسطی وہ چیز ہی جو نیت کرے گا پھر جسنی
ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہی
ہے یعنی ثواب ہے اب جسنی ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو وہی
دنیا ہے یعنی کچھہ ثواب نہین جیسا کہ مشکوۃ کی پہلی حدیث ہے عن
عمر بن الخطاب رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ
اِلَی اللهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَاَۃٍ یَّتَزَوَّجُهَا
فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ متفق علیه ترجمه اسکا موافق شرح عبد الحق دہلوی

رح کی یہہ ہی کہ کوئی عمل بی نیت کی معتبر نہین اور نہین ہی پر ایک مرد کو ثواب
مگر جو کچہہ کہ نیت کیا ہوا وسی پہر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کی طرف
ہو یعنی خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پہر ہجرت اوسکی خدا اور رسول
ہی کی طرف ہی یعنی ثواب بہت ہی اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کی طرف
ہو تاکہ وہ اوسکو پادی یا کسی عورت کی طرف تاکہ اوسکو نکاح کری تو پہر اوسکے
ہجرت اوسی چیز کی طرف ہی جس کی طرف ہجرت کی یعنی کچہہ ثواب نہین ترجمہ
تمام ہوا پہر قریب سی اس پچہلی عبارت کی صاف ظاہر ی کہ مراد اسی حدیث
اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سی وہی ہی جو امام اعظم فرماتی ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نی یہی فرمایا ہی کہ جسکی ہجرت للہ و للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے اور اگر للہ
او ر للرسول ہنو تو ثواب نہین پہر اگر حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی یہہ معنی ہو
کہ کوئی عمل بے نیت کی صحیح نہین تو آپ یون فرماتی کہ مَنْ كَانَ هِجْرَتُهُ اِلَى الدُّنْيَا
فَبَطَلَتْ هِجْرَتُهُ اَوْ قَالَ يُهَاجِرُ ثَانِيًا یعنی جسکی ہجرت کی دنیا کی واسطی تو باطل ہوے
ہجرت اوسکی یا یون فرماتی کہ دوسرے بار ہجرت کری اسواسطی کہ ہجرت اوس وقت
مین فرض تہی اور منجملہ اوسکی یہہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانی کیونکہ
بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتی ہین پہر بعضی حدیث محل خاص مین وارد
ہی حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچہہ بیان نہین ہوتا تو ایسی
صورتین اوس حدیث کی مراد سمجہنی کی واسطی اوسکی مورد کو جاننا ضرور
ہی جیسا کہ صحیح مسلم مین ہی عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله
علیه وسلم اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنی نہین واجب ہے غسل مگر منی نکلنی سی اب ظاہر
ہی اب ظاہری اس حدیث کی یہی سمجہا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوی اور

در صورت انزال ہنو تو غسل واجب نہین جیسا کہ بعضی ادمیون نی صرف اس حدیث کی ظاہر کی طرف نظر کرکی یہی سمجہا تہا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہی یعنی اگر کوئی خواب مین اپنی جماع کو دیکہی تو غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جبتک کہ انزال نہ پایا جاوی بخلاف جماع حقیقی کی کہ اگر الت کا سر بہی داخل ہو تو غسل واجب اگرچہ انزال نہو جیسا کہ مشکوۃ کی باب الغسل مین ہی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْاِحْتِلَامِ یعنی یہہ حکم کہ بغیر انزال کی غسل واجب نہین اگرچہ مطابق ہی لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہی اور بعضی محدثون نی جو محل اس حدیث کا معلوم نہین کیا تو کہا ہی کہ یہہ حکم یعنی جماع مین بی انزال کی غسل واجب نہو ابتدای اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا اور منجملہ اوسکی جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا ابتدا سی اس قصہ کی حضرت کی حضور مین حاضر تہا یا درمیان مین یا آخر مین کیونکہ بسبب اختلاف آمد و رفت راویون کی احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا ہی تو جو راوی ابتدا سی انتہا تک حاضر ہوگا اسکی روایت پر اعتماد ہوگا اور اوسکی حدیث سی مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا اور جو راوی ابتدا سی انتہا تک حاضر نہو تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا اور حضرت کی مراد اوسی حدیث سی سمجہی نہین جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہی عَنْ ابْنِ جُبَيْرٍ رضه قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي اِهْلَالِهِ حِيْنَ اَوْجَبَ فَقَالَ اِنِّي لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِكَ اِنَّهَا اِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ فَمِنْ هُنَالِكَ اخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ اَوْجَبَهُ فِي مَجْلِسِهِ فَا

بالحج حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظته عنه ثم
ركب فلما استقلت به ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك
ان الناس انما كانوا ياتون ارسالا فسمعوه حين استقلت به ناقته يهل
فقالوا انما اهل حين استقلت به ناقته ثم مضى ﷺ فلما علا على شرف البيداء
اهل وادرك ذلك منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا على شرف البيداء
وايم الله لقد اوجب في مصلاه واهل حين استقلت به ناقته واهل
حين علا على شرف البيداء اخرجه ابو داود خلاصہ ترجمہ کا یہہ ہی کہ ابن جبیر
سی روایت ہی کہ اونہوں نی کہا ابن عباس رض کو کہ متعجب ہوں میں اصحاب کے
اختلاف سی کہ حضرت نی کسوقت تلبیہ کو شروع کیا تہا تب ابن عباس رض نی فرمایا کہ میں
سب لوگوں سی اس امر میں خوب واقف ہوں حضرت نی ایک بار حج کیا تہا یعنی حج متعدد
نہ تہا کہ ہر بار ایک ایک طور سی کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو دیکہہ کر حکایت
کرتی ہوں بلکہ سبب اختلاف کا یہہ ہی کہ نکلی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کی ارادے
سی پہر جب مسجد میں ذو الحلیفہ کی پہونچی تو دو رکعت نماز پڑہنی کی بعد پہلا تلبیہ کیا
پہر سنا اوسکو لوگوں نی اور اوسکو اچہی طرح یاد رکہا اور روایت کیا پہر اوسکی بعد آپ
سوار ہوی اور جب اونٹ نی حضرت کو اوٹہایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگوں
نی سنا اور ویسیہی یاد رکہا اور ویسیہی اوسکو نقل کیا اوسکی بعد جب حضرت بلندی
پر چڑہی تلبیہ کیا اور اوسکو تیسرے قوم نی سنا سو اوسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا
اور یہہ اسواسطی تہا کہ لوگ حضرت کی پاس جماعت جماعت متفرق آتی تہی جیسا
جسنے جسوقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا پہر جو شخص ابتدا سے
حضرت کی ساتہہ تہا جیسی ابن عباس رض وہی حقیقت حال پر مطلع ہیں اور

در روایت اوسکی شہیک ہے اور نتیجہ اوسکی یہہ ہی کہ اگر کوی حدیث جواب میں کسی سوال
کی واقع ہو تو ضروری کہ سایل کی لفظوں میں تامل کیا جاوے اسواسطی کہ جواب موافق
سوال کی ہوتا ہی پہر بعضی حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر
کی جاوی تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہی اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوی تو دوسرا
مراد معلوم ہوتی ہی جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من لکہا ہی اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ
اَحْلِقْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ اِرْمِ
وَلَا حَرَجَ الْحَدِیْثَ خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم حج میں
پہر کہا اوسنے یا رسول اللہ افاضہ کیا یعنی سر منڈانی کے پہلی فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچہہ حرج نہین پہر دوسرا مرد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا یعنی رمی کی پہلی فرمایا رمی کر
اور کچہہ حرج نہین اب ظاہر سی اس حدیث کی معلوم ہوتا ہے کہ حج کی افعال کو الٹی ترتیب
یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کریں کچہہ گناہ اور کچہہ فدیہ نہین ہوتا ہے
خواہ قصدا ہو خواہ بہول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعضی لوگ ایسا ہے
سمجہتی ہیں لیکن سایل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیا جاوی تو معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ حکم صرف بہول سی اور نادانستگی کی صورت میں ہی اور بالقصد کی تقدیر
میں نہیں جیسا مواہب لدنیہ میں ہی کہ صحیح مسلم میں لکہا ہی روایت سی ابن عمرو بن
العاص کی وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی رَاحِلَتِہٖ فَطَفِقَ نَاسٌ
یَسْاَلُوْنَہٗ فَیَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنْہُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَشْعُرُ اَنَّ الرَّمْیَ
قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ فَقَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُہٗ یُسْاَلُ یَوْمَئِذٍ

تُخْبِرُ فَيُفْتِي الْمَرْءَ الْمُتَحَيِّرَ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا فَقَالَ
وسلم قال افعل ذلك ولا حرج الحديث خلاصہ یہہ ہی کہ لوگ سوال کرتی تہی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچہا ایک نے یا رسول اللہ کیا مجہی خبر نہ تہی کہ رمی پہلی ذبح
کی ہی سو مین نے ذبح کیا پہلی رمی کی پہر حضرت نے فرمایا رمی کرو اور کچہہ حرج نہین
اور جب کوی حضرت سے سوال کرتا تہا کہ کسی مرد نی بہول کر کی یا انجان ہو کر کوئی کام
کیا یعنی پہلی کو پیچہی اور پیچہی کو پہلی تب حضرت فرماتی تہی کہ کرو اور کچہہ حرج نہین اور
سمجہہ اوس کی یہہ ہے کہ سمجہی کہ یہہ حکم علی الاطلاق ہی یا حکایت کسی حال کے کیونکہ
راوی کبہی سمجہتا ہی کہ یہہ حکم ہر حال مین ہی اور اسی سبب سے روایت کرتا ہی باوجود
اس بات کی کہ واقع مین حضرت نی بطور قصہ کی کسی کا حال فرمایا ہی اور ظاہر الفاظ
کی حدیث کی یہہ نہین معلوم ہوتا ہی پہر جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو پڑے
غلطی مین پڑیگا جب تک کہ قصہ اوس حدیث کا نجانی اور قصہ حدیثون کا متن حدیث
مین اکثر مذکور نہین ہوتا بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ مین مرقوم ہوتا ہی جیسا کہ
مشکوٰۃ کی باب البکاء علی المیت مین دو حدیث ہی کہ اون دونون کی ذکر کرنی مین بہت
طول ہوتا ہی اسواسطی صرف مثال کی لئی خلاصہ اون دونون حدیثون کا مختصر کرکی لکہا گیا
جب ثابت رض کی نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر رض کہتی ہین اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ
بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہی بسبب رونی زندی کی اوپر تب عائشہ رض نے
فرمایا کہ خدا مغفرت کری عبد اللہ کے خبر دار رہو کہ عبد اللہ نی قصدا جہوٹ نہین کہا
لیکن بہول گیا جو حضرت سی سنا یا غلط اوسکے سنی یا سمجہنی مین واقع ہوی سو قصہ اوسکا
یون ہی کہ یکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذری ایک یہودیہ کی قبر کی سامنی اور اوس پر کوئی
روتا تہا تب حضرت نی فرمایا کہ یہہ لوگ اوسپر روتی ہین اور حال اوسکا یہہ ہے کہ وہ عذاب

کی جاتی ہیں اپنی قبرمیں اور ایک روایت میں اس قدر زیادہ ہی کہ حضرت عائشہ رضی
فرمایا کہ کافی ہی تمکو قرآن اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْریٰ یعنی کوئی
نفس نہیں اوٹھاویگا دوسرے کی بوجھ کو یعنی ایک کا گناہ دوسرے پر پڑے کہ سوز دل
اور نوحہ کرنا یہہ گناہ زندہ کا ہے مردی پر کیون پڑیگا اور منجملہ اوسکی یہہ ہے کہ تمام
آیات احکامی قرآن کی اسکی معنی اور مراد اور تاویل کی ساتھہ خوب معلوم اور یاد
ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر میں آیت قرآنی کی خلاف ہیں تو اوسپر عمل جائز نہیں
مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہہ سبب معلوم ہو کہ وہ آیت پہلی اسکی
نازل ہوئی تھی یا قرائن سی اور علامات اور تاویلات سی تطبیق ان دونوں کی درمیان
ہو سکی یا اوس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسرے کسی طور سی تحقیق اور ثابت ہو
تو البتہ ایسی حدیث پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کی واسطی بہت علم
درکار ہے کہ اس مقام میں گنجایش اسکی نہیں ہو سکتی ہی جیسا کہ توضیح کی فصل
النسخ میں اور اور تفسیر احمدی کی خطبی میں لکھاہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ مِنْ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَکُمْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی
کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ وَافَقَہٗ فَاقْبَلُوْہُ وَاِنْ خَالَفَہٗ فَرُدُّوْہُ یعنی بہت حدیثیں روایت
کی جاوینگی تمہاری واسطی ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کی جاوے
تمہارے واسطی کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پہر اگر اوسکو موافق قرآن مجید
کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو یہہ حدیث اصول کی کتابون میں منقول اور
بعضی حدیث اور تفسیر کی کتابون میں مروی ہی اور بعضی محدثون کی نزدیک یہہ حدیث
ثابت نہیں ہی لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سی ہی معلوم ہوتا ہی جیسا کہ
نور الانوار کی بحث سنت میں ہی رَدَّتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَہَا طَلَّقَہَا ثَلٰثًا

ولم يفرض لها رسول الله صلى الله عليه وسلم سكنى ولا نفقة وردّه عمر رض فقال

لا ندع كتاب ربنا وسنة نبينا بقول امرأة لا ندري اصدقت ام كذبت

ام حفظت ام نسيت يعني روایت کی بی فاطمه بنت قیس نے کہ اوسکی شوہر نی اوسکو

تین طلاق دی اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی عدت کی نفقہ وغیرہ کا حکم نہیں فرمایا

تہا پہر عمر رض نی اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا چہوڑدین کی ہم کتاب پروردگار کو

اور نہ سنت رسولخدا کو روایت سی ایک عورت کی کہ نہیں دریافت کرتی ہین ہم

کہ سچ کہا اوسنی یا جہوٹ اور یاد رکہا ہی اوسنی یا بہول گئی اور منجملہ اوسکی یہہ ہے

کہ احکام اجماعیہ سی بہی واقف ہو اسواسطی کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور

حدیث ہی نہین ہی بلکہ اجماع بہی حجت ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وعن

ابن عمر رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العلم ثلثة اية محكمة او سنة

قائمة او فريضة عادلة الخ اصول شریعت کا تین ہے پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللہ

کہ جس سے حکم ظاہر ہو اور دوسرا سنت قائمہ یعنی حدیث کہ سند صحیح سے ثابت

ہو تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہی قرآن اور حدیث کی تو یہہ تینوں واجب

العمل ہین یہہ اشارہ ہی اجماع اور قیاس کی طرف اور بعضی حدیث کی ظاہر معنی بالاجماع

متروک ہین یعنی اتفاق سب علما کی ثابت ہوا کہ اوس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی

دوسری ہی پہر اس صورت مین اس حدیث کی ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا

ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت

ہی جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی والحديث الوارد فيه ان النبي صلى

الله عليه وسلم قال الغيبة تفطر الصائم وهو مأول بالاجماع والفتوى

بخلاف الاجماع غير معتبر يعني قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا

١٠٠

کہ غیبت روزی کو توڑتی ہی بالاجماع باطل ہی اور تاویل اوسکی یہہ ہی کہ غیبت سے روزے کی فضیلت جاتی رہتی ہی اور فتوی دینا خلاف اجماع کی باطل ہی اور اسی واسطی اگر کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر اوس نے اوس حدیث کی ظاہر معنی کو اعتبار کر کے سمجھا کہ روزہ اوسکا ٹوٹ گیا پہر اوسنی قصد اکہانا کہا لیا تو اس صورۃ مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہین اور حدیث مین بالی کا عذر اوسکی حق مین مقبول نہین ہی کیونکہ بالاجماع اس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہین جیسا کہ کفایہ کی اوسی مقام مین ہی ظَنَّ اَنَّ الْغِیْبَۃَ فَطَرَتْہُ فَاَکَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ھٰذَا الظَّنَّ وَالْفَتْوٰی فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ یعنی کسی روزہ دار نی کسی کی غیبت کی پہر گمان کیا کہ اوس غیبت نی اوسکی روزی کو توڑا پہر یہہ سمجہکر کہانا کہا لیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہی خواہ کسی حدیث پر اعتماد کر کی روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اس واسطی کہ یہہ گمان اور فتوی بی محل ہی تو اب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ سی واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہے اوسکی ظاہر پر عمل کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ بعضی حدیث کی معنی سمجہنا موقوف ہی مسائل اجماعی کی جاننی پر اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہتی ہو تو ایک معنی کو ترجیح دیوی دوسری دلیلون سی اسواسطی کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہی کہ ظاہر عبارت سی اوسکی دو معنی متخالف سمجہی جاتی ہین تو جبتک اوس حدیث کو قران سی یا اور دوسرے حدیثون سی تطبیق نہ دیوین تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہی تو جو کوئی صرف ایک حدیث کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ

حدیث ہی مشکوۃ کی باب القراءۃ فی الصلوۃ مین لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب

اس عبارت کی دو معنی ہو سکتی ہین ایک معنی تو یہہ ہین کہ نہین جائز ہی نماز اوس شخص کی جو نہین پڑہتا ہی سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنی دوسرے حدیث مین بہی آئی ہین جیسا کہ لاصلوۃ لمن لا وضوء لہ یعنی نہین جائز ہی نماز اوس شخص کی جسکو وضو نہین ہی جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتی ہین اور دوسری معنی یہہ ہین کہ نہین ہی فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین پڑہتا ہی وہ سورۃ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنی دوسرے حدیث مین بہی آئی ہین جیسا کہ لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد یعنی نہین کامل ہی نماز مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین اور اسی طور پر دوسری حدیث ہی کہ لاصلوۃ بحضرۃ الطعام یعنی نماز کامل نہین ہی جس وقت کہ کہانا سامنے حاضر ہو اور دل ہی راغب ہو پس جبکہ اس حدیث نے دو معنی کا احتمال کیا اور کچہہ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی کی ترجیح کا نہین ہی تب ضرور پڑا کہ اوس حدیث کو قرآن اور دوسرے حدیثون سی ملایا جاوے تو بعد ملانی کی ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سی یہی ہی نہین کمال ہے نماز کا بدون سورہ فاتحہ کی یعنی بی سورہ فاتحہ کی نماز ادا ہوتی ہی لیکن کامل نہین بلکہ ناقص اور یہی ہی مذہب امام ابو حنیفہ رح کا موافق اس آیت شریعت کی فاقرءوا ما تیسر من القرآن کی یعنی پڑہو جسقدر تمکو آسان ہو قرآن سی اور اس آیت سی معلوم ہوا کہ کوئی سورہ معین فرض نہین ہی اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو نماز تعلیم کرنی کی وقت فرمایا ہی فاقرءوا ما تیسر من القرآن اور دوسرے حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہی ثلث آیات یقرء بہا احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان

یعنی تین ایتین ہین کہ جو پڑہی تم مین سی کوئی اوسکو نماز مین ہی تو بہتری اوسکی حق مین تین تو مثنیٰ حاملہ ہوئی سی تو اس حدیث سی معلوم ہوا کہ تین آیہ جس سورہ سی ہو نماز مین پڑہنی کافی ہی اور جانا چاہی کہ یہہ حکم امام اور منفرد کی حق مین ہی اور مقتدی کو قرأۃ حرام ہی الغرض اس حدیث کو اگر پچھلی معنی پر حمل کیا جاوے تو قران اور دوسری حدیثون سی تطبیق ہوتی ہی اور اگر پہلی معنی پر حمل کیا جاوی تو قران اور دوسرے حدیثون کی خلاف ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ جب تک اوس حدیث کو قران اور دوسری حدیثون سی ملایا نجاوی تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی ہی اور منجملہ اوسکی معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث اپس مین متعارض ہون تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہی اور عمل کرنا کس پر صحیح ہی اور ترجیح بہت سببون سی ہوتی ہی ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت درازی بیان ہونی کی واسطی چند چیزین مذکور ہوتی ہین کہ کبہی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب موافقت کلام اللہ کی ہوتی ہی یعنی دو حدیث مین اختلاف ہو تو قران جس حدیث سی موافق ہو وہ راجح ہی اور کبہی واسطی توافق حدیث متواتر یا مشہور کی اور کبہی اس جہت سی کہ ایک حدیث بعضی وقت مین وارد ہی اور دوسرے اکثر احوال مین اور کبہی اس جہت سی کہ ایک حدیث کی راوی فقیہ اور مجتہد تہی یا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتی تہی تو اونکی روایت دوسرون کی نسبت سے غالب ہے اور کبہی بجہت تقدم اور تاخر کی یعنی حدیث موخر راجح ہی کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی ہی جیسا کہ مسئلہ آمین کہنی کا بعد سورہ فاتحہ کے کہ اوسکی اخفا مین بہی حدیث وارد ہی اور جہر مین بہی مروی ہی پہر یہہ حدیث اخفا کی کئی وجہ سی غالب ہے اول یہہ ہے کہ حدیث جہر کی بعضی وقت مین وارد ہے

یعنی امت کو تعلیم کے لیے تو لوگ جانتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہیے جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں کبھی آواز بلند کر کے قرات فرماتے تھے تاکہ لوگ قرات کی مقدار کو معلوم کر لیں یعنی کس وقت میں کس قدر قرآن پڑھنا چاہیے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلاۃ الظہر والعصر میں ہے عن ابی قتادۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الظہر فی الاولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الآیۃ احیانا وعن البراء قال کنا نصلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فنسمع منہ الآیۃ بعد الآیات من لقمان والذاریات اور بخلاف حدیث اخفا کے کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات میں ہے تو اس واسطے حدیث اخفا کی غالب ہے جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ میں لکھا ہے ان الجہر احیانا فی بعض الاحیان کان للتعلیم فعلا کما ورد وکان یسمعنا الآیۃ احیانا لا لکون سنۃ مستمرۃ والا لما ترک عمر وعلی وابن مسعود رضی اللہ عنہم اور کافی میں ہے والجہر المروی محمول علی انہ کان اتفاقا لا قصدا او کان لتعلیم الناس ان الامام یؤمن کما یؤمن القوم دوسری وجہ یہ ہے کہ اخفا کی راوی عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابی طالب اور عبداللہ ابن مسعود رض اور اونکی مانند ہیں جیسا کہ لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادۃ میں ہے اور یہ راوی بہ نسبت جہر کی بڑے فاضل ہیں اور قاعدہ ہے کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہ اور فاضل ہو تو دوسرے حدیث پر جس کا راوی ویسا نہو غالب ہے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہاں بھی جا بجا رفع یدین کی مسئلہ میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی خصوصا روایت اور مذہب عمر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے

۱۰۵

پیروی کرو ابوبکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوۃ کی باب جمیع المناقب میں ہی عن ابن مسعود رضی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر وعمر اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی کی شان میں فرمایا ہی کہ میں گھر ہوں علم کا اور علی دروازہ ہی اسکا جیسا کہ مشکوۃ کی باب مناقب علی میں ہے انا دار الحکمۃ وعلی بابھا اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رضی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہی کہ دین کی امر میں جو عبد اللہ ابن مسعود تمکو کہی اوسکو سچ جانو جیسا کہ مشکوۃ کی اوسی باب میں ہی وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ پھر جب راوی اخفای آمین کی عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹھیری اور یہہ تینوں صحابی جلیل القدر عظیم الشان ہیں اور عمل بھی اونکا یہی تھا تو بیشک اخفا راجح ہی اور پیروی اوسکی واجب اور تیسری وجہ یہہ ہی کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کی موافق ہی اسواسطی کہ قران میں آیا ہی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین دعا کرو تم خدای تعالی سی عاجزی اور پوشیدگی سی بیشک خدا نہی دوست نہیں رکھتا ہی حد سی گذرنیوالوں کو یعنی اللہ نے دعا میں عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو کوی عاجزی اور اخفا نکرے اوسپر رحم نہیں کرتا ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا ہے اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنی دل میں عاجزی اور ڈر سی بلند آواز کر کی نہیں اور تیسیر الوصول کی باب التفسیر میں ہی قال اصحابہ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فننادیہ فنزلت واذا سالک عبادی عنی فانی قریب پوچھا اصحاب رض نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہے تو چپکی دعا کریں یا دور ہے

تو سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں تمہ نازل ہوئی یہہ آیت جب یہہ چیخیں تجہی پر سیندی تیر حال کہ
تو کہو کہ بیشبہ میں نزدیک ہوں پہر اوت تین آیتوں سے معلوم ہوا کہ ہر دعا کا
اخفا واجب ہے مگر جس دعا میں کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور اجماع سے ثابت ہوا اور جہاں
کی نوبت ہو تو البتہ وہاں جہر جائز ہے جیسا کہ حج کی تلبیہ وغیرہ میں اور جب کہ لفظ آمین
کا بہی دعا ہے کیونکہ معنی اسکی ہیں قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع
سے ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث میں تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام
اللہ کی موافق ہے راجح ہوئی جیسا کہ نہایہ میں ہے وَرَجَّحَ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ التَّاْمِيْنَ دُعَاءٌ
فَاِنَّ مَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ وَالسُّنَّةُ فِي الْاَدْعِيَةِ الْمُخَافَتَةُ عَلٰى مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِيُّ اور
عنایہ اور کافی میں بہی ایسا ہی ہے لیکن عبارت میں کچھہ اختلاف ہے طوالت کی خوف
سے نہیں لکہا گیا اور چوتہی وجہ یہہ ہے کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے
مروی ہے ضعیف ہے جیسا کہ یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثوں کی اور شیخ کو
استاد ہیں امام محمد بخاری کی جنکا حال تیسیر الوصول کی خطبی میں لکہا ہے ضعیف کہا
ہے اور اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں لکہا ہے وَاَنَّ الشَّافِعِيَّ يَجْهَرُ
بِهَا عِنْدَ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ لِحَدِيْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهُ قَالَ اٰمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى ابْنُ مَعِيْنٍ فَلَا يَلْزَمُ
حُجَّةً اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہے بلکہ
اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نے لمعات التنقیح میں اور شرح سفر السعادۃ میں بہت نقل
کیا ہے اور پانچویں وجہ یہہ ہے کہ جہر آمین کا مقدم اور اخفا اسکا موخر ہے یہہ حدیث
اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اسواسطے کہ جہر منسوخ ہے جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور نہایہ

١٠٦

رہی ہی قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رض تَرَکَ النَّاسُ الْخَمْسَ بِإِنْتِہَاءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَكَانَ الْأَئِمَّةُ
عَلَيْهِمُ التَّنْحِيْ فرمایا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض نی کہ لوگون نی آمین بشور کہنا چہوڑ
دیا اور یہہ چہوڑا اونکی کہ سبب یقین حاصل ہوا اون سب کو اوسکی منسوخیت کا اور جیسا
کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونون مین حدیث وارد ہی لیکن عدم رفع
کی حدیث کو بہت وجہ سی غلبہ ہے وجہ اول یہہ ہی کہ حدیث عدم رفع کی راوے
زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑی فقیہ اور بڑی فاضل ہین جیسا کہ عبد اللہ ابن مسعود رض
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر مین ملازم رہتی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی احوال پر کمال مطلع تہے اور اس واسطی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود کہی اوسکی پیروی کرو اور اصحاب
عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی بہشت کی خوشخبری
دی ہی اور یہہ سب صحابی حضرت کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتی اور حضرت کی مجلس
مین خصوصا نماز کی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت نزدیک رہتی تہی اور
حضرت صلعم کی احوال پر خوب واقف تہی بخلاف حدیث رفع کی راوی کہ اس مرتبہ
مین نہتی تو البتہ حدیث عدم رفع کی راجح ہی جیسا کہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح
مین ہی وَاعْلَمْ اَنَّ الْآثَارَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالطُّرُقَ عَنِ النَّبِيِّ صلعم كَثِيْرَةٌ جِدًّا وَ
الْكَلَامُ الْمُحَقَّقُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْهِ ثُبُوْتُ رِوَايَةِ كُلٍّ مِّنَ الْأَمْرَيْنِ عَنْهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَيُحْتَاجُ إِلَى التَّرْجِيْحِ لِقِيَامِ التَّعَارُضِ وَيَتَرَجَّحُ مَا صِرْنَا إِلَيْهِ بِأَنَّهُ قَدْ كَانَتْ
أَقْوَالٌ مُبَاحَةٌ فِي الصَّلٰوةِ وَأَفْعَالٌ مِنْ جِنْسِ هٰذَا الرَّفْعِ وَقَدْ عُلِمَ نَسْخُهَا
وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَكُوْنَ هُوَ أَيْضًا مَشْمُوْلًا بِالنَّسْخِ خُصُوْصًا وَقَدْ ثَبَتَ مَا يُعَارِضُهُ
ثُبُوْتًا لَا مَرَدَّ لَهُ وَكَذَا أَفْضَلِيَّةُ الرُّوَاةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ثم حدث من يحيى عن عبد الله بن مسعود رض وشقيق بن سلمة [illegible]

وحذيفة و مستقر لاحوال النبي صلى الله عليه وسلم ملازم له في اقامته و

سفره فيكون الخلفاء عند التعارض اولى بان تقدم رواياته اور ربما ورعنايه

اور وجيزه العيني مين ہی وذكره التجاية البلاغيم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

الذين كانوا يلون النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوة وقد روى ابن عمر وابن الجبير

كانوا يقومون اقرب منه صلى الله عليه وسلم ولا خلاف بحزل الاقرب اولى وروي عن

ابن عباس رض انه قال ان العشرة الذين بشرهم النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة

لم يكونوا يرفعون ايديهم الا لافتتاح الصلوة اور دوسری یہہ وجہہ ہی کہ بعضی

صحابی حضرت کی رفع یدین کو روایت کیا اور بعضی نی عدم رفع یعنی ارسال کو روایت

کیا لیکن قول حضرت کا عدم رفع کی موافق تہا اور رفع کی مخالف اور قاعدہ ہے

کہ جب حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل اوسکی موافق ہو تو اوس فعل کو

غلبہ ہی جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ مین ہی لکہا ہے لما تعارضت روايتا فعله

وجب المصير الى قوله وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في

سبع مواطن عند افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتكبيرة العيدين والاربع

فی الحج اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابو حنیفہ حدیث کے کتابون

مین ہی اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق مین بہی ہی لیکن

عبارت مین ان سب کتابون کی کچہہ کچہہ اختلاف ہی اور مضمون سبکا ایک

ہی تیسری وجہ یہہ ہی کہ رفع یدین صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے

ثابت ہوای قول اور حکم سے ثابت نہین ہے بلکہ قول حضرت صلی اللہ علیہ و

سلم کا عدم رفع مین وارد ہی اور قاعدہ ہی کہ جب حضرت کی فعل اور قول مین

اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہی جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہی القول مقدم علی الفعل اور دوسرے مقام میں ہی حکایۃ الفعل لا تعم اور بعض صاحبکے منع حضرت کا وارد ہوا یعنی حضرت نے لوگوں کو نماز میں رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہو تو بے شک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث اور دوسری حدیث نہایہ میں ہی وَرَأَى النَّبِيّ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْوَامًا يَرْفَعُونَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَالِي اَرَاكُمْ رَافِعِي اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ میں بھی ہی لیکن عبارت میں کچھ اختلاف ہی اور چوتھی وجہ یہ ہی کہ رفع یدین مقدم ہی یعنی ابتدای اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوا تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادۃ میں ہی مَا رَوَاهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ اَيْ اَنَّهُ كَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنْ اِبْنِ الزُّبَيْرِ رض اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَهْ فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ تَرَكَهُ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادۃ میں ہی قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعْنَاهُ وَتَرَكَ فَتَرَكْنَاهُ الغرض رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سی کتابوں سے ثابت ہی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور نور الانوار اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادت لیکن طوالت کی خوف سے ہر ایک کے عبارت جدا جدا نہیں لکھی گئی اور تیسرا امر یعنی جاننا کہ ہم اس حکم میں داخل ہیں اور اس بات کو جاننا بھی بہت سی چیز کی جاننے پر موقوف ہی اس مقام میں مثال کی واسطے تھوڑا ذکر

۱۰۹

حدیث رفع الیدین اور

لی جاتا ہی سمجہ اوسکی یہہ ہی کہ جانی کہ یہہ حدیث مکلف کی حق مین ہی یا واسطی بعضی کردہ
کی حق مین کیونکہ بہت سی احکام لحاظ اشخاص سے مختلف ہوتی ہین ایکسکی حق مین
درست اور دوسری کی حق مین نادرست تو جب داس بات کو جانیگا تب سمجہیگا کہ خود
کس جنس مین ہی اور اوسکی حق مین کیا حکم ہی اور اگر یہہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گمراہی مین
پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول کی باب القبلۃ والمباشرۃ مین ہی وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِ
قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَہٗ
فَاَتَاہُ اٰخَرُ فَسَاَلَہٗ فَنَهَاہُ وَکَانَ الَّذِیْ رَخَّصَ لَہٗ شَیْخًا کَبِیْرًا وَالَّذِیْ نَهَاہُ شَابًّا
اَخْرَجَہٗ اَبُوْ دَاؤُدَ یعنی ابو ہریرہ رض نی کہا کہ سوال کیا ایک مرد نی حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنی بدن کو عورت کی
بدن سی درست ہی یا نہین آپ نی اوسکی واسطی درست رکہا پہر دوسرے نی یہے
ایسی ہی سوال کیا سو اوسکو حضرت نی منع فرمایا تو جس شخص کی واسطی درست رکہا
تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا اور منجملہ اوس کی یہہ ہے کہ جانی
یہہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کی حق مین تہا یا عام تہا سب مکلف کی لئی کیونکہ
بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کے روسی حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص
کی حق مین درست رکہتی تہے اور دوسری کی حق مین نادرست اور حضرت
کی بعد سب مکلف کی حق مین برابر ہوا جیسا کہ تیسیر الوصول کی باب وجوب الصلوۃ مین
ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ فَضَالَةَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَفِیْمَا کَانَ عَلَّمَنِیْ حَافِظْ عَلَی الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ هٰذِہٖ السَّاعَاتِ
لِیْ فِیْهَا اَشْغَالٌ فَمُرْنِیْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُہٗ اَجْزَاَ عَنِّیْ فَقَالَ حَافِظْ عَلَی
الْعَصْرَیْنِ وَمَا کَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ وَمَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلٰوةٌ قَبْلَ طُلُوْعِ

للشمس وصلوٰة قبل غروبها اخرجه ابو داود عبد الله بن فضالہ نے روایت کیا
ہے اپنے باپ سے کہ کہا اوسنے تعلیم کیا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جس بات کو
کہ حضرت نے مجھکو سکھلایا تھا اون میں سے ایک یہہ تھا کہ حفاظت کر پانچ وقت کے
نماز کو پھر کہا اوسنے کہ عرض کیا میں نے کہ ان سب وقتوں میں میرے واسطے بہت کام
رہتا ہے سو مجھکو حکم کیجئے ایسی ایک عبادت کا کہ جب میں اوسکو کرون تو کفایت کرے
مجھکو سو فرمایا حضرت نے کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی سے نہ تھا
اسواسطے میں نے اوسکو نہ سمجھا پھر میں نے پوچھا تب فرمایا حضرت نے کہ نماز پہلے طلوع آفتاب
کی اور نماز پہلے غروب اوسکے اور سمجھا اوسکو یہہ چاہئے کہ یہہ حدیث کون سے شہر
والون کے حق میں وارد ہے اس واسطے کہ بہت احکام باعتبار شہرون کے مختلف
ہوتے ہیں اور حدیث کی عبارت میں اوس شہر کا کچھہ ذکر نہیں ہوتا ہے جب وہ شخص
اس بات کو جانیگا تب سمجھیگا کہ یہہ حکم ہر ایک پر ہے یا دوسرے پر اور اگر یہہ فرق نجانیگا
تو سخت خرابی مین پڑیگا جیسا کہ مشکوٰة کے باب اداب الخلاء میں ہے عَنْ اَبِی اَیُّوبَ رَضِی
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ
وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ یعنی جب تم پاخانہ مین آو
تو قبلہ کی طرف موہنہ یا پیٹھہ نکرو ولیکن پچھم یا پورب کے طرف موہنہ کرو تو یہہ حکم
مدینے والون کے حق میں اور مانند انکے ہے اس واسطے کہ مدینہ مطہرہ اور مکہ معظمہ
کے بیچ تو جب پچھم یا پورب کی طرف منہہ کرینگے تو قبلہ کی جانب میں منہہ نہو گا جیسا کہ
تیسیر الوصول کے باب اداب الاستنجا مین ہے قوله شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا اَمْرٌ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ
وَلِمَنْ قِبْلَتُهٗ عَلٰی ذٰلِكَ السَّمْتِ وَاَمَّا مَنْ کَانَتْ قِبْلَتُهٗ اِلَی الشَّرْقِ اَوِ الْغَرْبِ فَلَا یُشَرِّقُ وَلَا یُغَرِّبُ
یعنی قول حضرت کا شرقوا اور غربوا حکم ہے اہل مدینہ کے لئے اور جو لوگ کہ قبلہ

اونہا اوسی جانب مین ہی اور جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اون کی حق مین
یہہ حکم نہین ہے اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین ہی عَنْ
اَبِی ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَۃٌ
اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچہم کے قبلہ ہی تو یہہ حکم بہی اہل مدینہ
اور مثل اون کی واسطے ہی اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ اوس حدیث کی مجلس کو جاننے
کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہی جیسا کہ ایک حدیث لوگون
مین مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ مین بہی ہی اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّھَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سی آسمان اور زمین کی ہے
یعنی روٹی جب آوی تو انتظار سالن کا نکرو تو یہہ حکم گہر کے کہانی مین ہی ضیافت
مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کی اذن کی انتظاری کری جیسا کہ اوسکی
فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہی وَھٰذَا فِی بَیْتِہٖ وَاَمَّا فِی الضِّیَافَۃِ فَیَنْتَظِرُ
الْاِذْنَ تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس مین جیسے لوگون
کی عادت ہی کہ پہلی روٹی لاتی ہین تو وہ شخص پہلی روٹی ہی تہوسنے لگیگا اور سالن
کی لئی شور مچانی لگیگا اور سرمان کو انتظار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو
انتظار سے اور تاخیر مین پہنسیگا جیسا کہ اس طرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین
واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اوسکی جاننا کہ یہہ حدیث کس وقت مین وارد
ہوئی ہتی کیونکہ بہت سے حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتدائی اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ
ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کر لکہا جائیگا کہ ہم اوس حکم مین داخل نہین ہین جیسا
کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہی نَھَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّآءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ
یہہ چار نام اون برتنون کی ہین کہ جسمین شراب رکہتی ہتی سو جب شراب حرام ہو

بڑای برتنون کا استعمال بہی حرام ہوا تا کہ لوگون کو شراب یاد نہ پڑے اور الفت اوسکی ٹوٹی اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوی اور جب لوگ خوب شرع کی حکمون مین مضبوط ہوئی تو یہہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اوس کی یہہ جانا کہ وہ حدیث مطلق احوال مین وارد ہی یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہی کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہی اور حقیقت مین مورد اونکا حالت عذر ہے اور جس شخص کو عذر ہو اوسکی حق مین وہ حکم نہین ہے تو جب تک اس بات کو نہ سمجھیگا نجانیگا کہ یہہ حکم ہم پر ہی یا دوسرے پر جیسا کہ مشکوۃ کی باب صفۃ الصلوۃ مین ہی وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَاِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ روایت ہی مالک بن حویرث سی کہ دیکہا اوسنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے اور جب ہوتی حضرت طاق رکعت مین یعنی ایک رکعت کے یا تین رکعت کی بعد تو نہ اوٹہتی یہانتک کہ اچہی طرح سے بیٹہتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اسکی ترجمہ مین لکہا ہے کہ یہہ بیٹہنا حضرت کا بسبب عذر کی اور حاجت کی تہا جس طرح بیماری اور ضعف اور کبر سن وغیرہ اور جس کسیکو اوسکی حاجت اور ضرورت ہو تو اوسکی حق مین وہ سنت ہےتین اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین بہی ایسیہی مذکور ہی خلاصہ اس جواب کا یہہ ہی کہ قرآن اور حدیث سی حکم نکالنی کی واسطی بہت سی امور ضرور ہین کہ تفصیل اون کی اس مقام مین نہین ہوسکتی ہی اس واسطی صرف مثال کی لئی چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اوسکو بی تکلف سمجہین یہان بیان کی گئین اور اونکی سوا اور شرطین بہی ضرور ہین کہ اونکی مضمون کو بہی سمجہنا ایک عوام کو دشوار ہی جیسا کہ اصول فقہ اور اصول

حدیث کی کتابوں میں متصل اور مصرح ہے اور اون سب شرطوں کا اس زمانہ
میں پایا جانا سخت مشکل اور بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہے چنانچہ سابق جو
شرطیں مجتہد ہونے کی مذکور ہوئی ہیں اونکی مضامین میں غور کرنے سے صاف ظاہر
ہوتا ہے اسواسطے اس زمانہ میں بلکہ زمانہ دراز سے سب عالموں نے جب خوب دریافت
کیا کہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم نکالنا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ہر حدیث
کو ثابت کرنا اور اوسکی راویوں کا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف
اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجو سے
حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان ہو کر اون سب شرطوں کو
حاصل کرنیکے لئے کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا سے
تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر واجب کر لی ہے اور اسی واسطے سب علما نے اجماع کیا اس
بات پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلوں کی نزدیک
اسکا اجتہاد مقبول ہو اور مذہب اوسکا نقل تواتر سے منقول ہو اور مسایل اور قواعد
اوس کی مذہب کے بہ تفصیل مفصلا مروی ہوں تو ایسے کے تقلید درست ہے
پھر کوئی مجتہد ان اوصاف کی ساتھ سوای ان چار امام کی پایا نہیں گیا اور کوئی
مذہب ان صفات کی ساتھ سوا ان چار مذہب کے ثابت نہیں ہوا اس واسطے
سب علما اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ ان چار مذہب میں سے ایک
مذہب کے پیروی کرلی واجب ہے اور ان کی سوای اور کسی مجتہد کی تقلید
یا دوسرے کسی طریقہ کی پیروی جایز نہیں ہے اور کوئی یہہ گمان نکرے کہ صرف
علمای حنفی نے یہہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسرے مذہب مختلف کی علما نے بھی اس

اسی بات پر اتفاق کیا ہی جیسا سان جواب میں سوال چوبیسوں کی بہت سے
کتابوں سی مذکور ہوا ہی ہر بات تفصیل کی حاجت نہیں ہی لیکن بطور نمونہ
کی صرف ایک کتاب سی اٹھایا تا ہی نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد میں ہی
وفي زماننا قد انحصرت صحة التقليد في هذه المذاهب الاربعة في الحكم المتفق
عليه بينهم وفي الحكم المختلف فيه ايضا لا باعتبار ان مذاهب غيرهم من السلف
باطلة وانما باعتبار ان مذاهبهم وصلت الينا بالنقل المتواتر ورواها جماعة
بعد جماعة في كل ساعة من زمانهم الى زماننا هذا. لا يمكن عد الرواة
ولا احصاؤهم في اقطار الارض وبينت لنا شروط مذاهبهم وتفصيل
مجملاتها وقيدت مطلقاتها بالنقل المتواتر بخلاف مذاهب غيرهم
من السلف فانها نقلت الينا بطريق الآحاد فلو فرض ان حكما من احكام نقل عن
بعض مذاهب السلف بطريق التواتر يحتمل ان يكون مجملا لم يفصله ناقله وان له
قيدا لم ينقل به ناقله او شرطا يتوقف القول بصحته عند ذلك المجتهد فيكون العمل
به باطلا فلهذا الامر حصرنا صحة التقليد في اتباع المذاهب الاربعة لا غير
خلاصہ مضمون اسکا یہ ہی کہ اس زمانے میں تقلید منحصر ہی انہیں چار کی ایک مذہب
میں اور ان چار کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہیں ہی اسواسطے کہ ان چار
اماموں کا مذہب بنقل متواتر سی منقول ہوا ہی اور اونکی زمانے سی لیکر اس زمانے تک اس
قدر راوی ان مذہب کی گذری ہیں کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہیں ہی اور ان مذہبوں
کی شرطیں اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہیں بخلاف اور اور مذہبوں کی کہ تواتر
سی مروی نہیں ہی اور تفصیل اونکی نہیں ہوئی ہی تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ
اوسکی تفصیل نہیں ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جسپر صحت

115

اوس قول کی موقوف ہو مترک ہوئی ہو تو ان صورتون مین عمل اوسپر باطل ہوگا
اسواسطی اہنین چار مذہب مین تقلید منحصر ہوئی ہی اور شافعی عالمون ہی ایسی ہی کہا
ہی جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ
المرام کا اور شافعیون کی نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہی اوسنی فتح المبین فی شرح الاربعین
کی اربعین حدیث کی شرح مین لکہا ہی اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر
الائمة الاربعة الشافعی ومالک وابی حنیفة واحمد رضوان الله علیہم اجمعین
لان ہولاء عرفت قواعد مذاہبہم واستقرت احکامہا وخدمہا تابعوہم
وحرروہا فرعا فرعا وحکما حکما فلا یوجد حکم الا وہو منصوص لہم اجمالا
او تفصیلا بخلاف غیرہم فان مذاہبہم لم تحرر ولم تدون فکذلک لا تعرف
لہا قواعد حتی تخرج علیہا احکامہا فلم یجز تقلیدہم فیما حفظ عنہم منہا
لانہ قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوہا الی فہم عارفہا من قواعدہم فقلت
الثقة بخلو ما حفظ عنہم من قید او شرط فلم یجز التقلید حینئذ خلاصہ ترجمہ
اوسکا یہہ ہی ہماری اماموں یعنی شافعیون نی کہا ہی کہ اس زمانہ مین ان چار
امامون کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جایز نہین ہی اسواسطی کہ ان امامون کی
مذہب اور اونکی قاعدہ خوب معلوم اور مشہور مین اور مسئلہ اونکی خوب ثابت ہین اور
تابعون نی اونکی مذہب کو خوب صنبط کیا ہی اور بالتفصیل ہر ایک کو لکہا ہی بخلاف
اور مجتہدون کی کہ اونکا مذہب لکہا ہوا نہین اور قاعدہ اونکی معلوم نہین اور تفصیل
اون کی مذہب کی منقول نہین اور مسئلہ اون کی مذہب کی صنبط نہین اسواسطی
اونکی مذہب پر خوب اعتماد نہین اور مالکی عالمون نی بہی ایسیہی کہا ہی کہ علامہ ابراہیم ابن
مرعی مرخسی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہی اوسنی

فتوحات الوہبیہ فی شرح الاربعین النوویہ اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکہا ہی
ما عُرِفَ عن نحو كافة الصحابة الا اذا او عن بعضهم اولی بالاجماع من بقية
الصحابة وقع بخلافهم لتحرك الرواية وقد راى المتاخرين العرب فی ذلك الاخذ
بالقرائن من تعين الصحابة اما فيما بعد ذلك ولا يجوز تقليد غير الائمة
الاربعة مالك وابي حنيفة والشافعي واحمد لان مذاهبهم عرفت عواقبها
عند علمائهم ولیست عرفت اسلاميها وجد فيما تابعهم حتى ردوها قرناً فقرناً
وسکامحکمہ خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفون سی یا بعض سی اونکے
معلوم ہوا ہی تو وہ مقدم ہی دوسری صحابی کی قول پر اور یہہ بات اوس زمانہ
کی مقدار کی مناسبت ہی لیکن اوس زمانی کی بعد جایز نہین ہی تقلید سوای ان چار
اماموں کی یعنی مالک ابوحنیفہ شافعی احمد رح کیونکہ ہون کی مذہب کی قاعدی سب
معروف ہین اور مسائل اون کی خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نی اونکی خوب
ضبط کیا ہی اور ہر ایک بات کو مفصلا لکہا ہی اب حاصل اس سب کا یہہ ہی اکثر
کی علما اور ہر مذہب کی فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہو گیا ہی کہ اس زمانی مین
تقلید ایک امام کے ان چار اماموں مین سی واجب ہی اور اون کی سوا اور کسی کی
تقلید درست نہین ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانی کی خواص کو بہی اپنی سمجہہ کی موافق
قران اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کر کی مسئلہ نکالنا جایز نہین اور
اگر کوی فاضل یا کوی درویش اس اجماع سی نکلا ہو یا اوسنی اس اتفاق کی برخلاف
کیا ہو یا اوسکی مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ وہ اجماع
کہ حدیثون کی روسی پیروی کرنی اوسکی واجب ہی وہ اس سی عبارت ہی کہ اکثر
علمای دین دار اور فضلای نیک کردار ایک بات پر اتفاق کرین پہر اگر کوئی

شخص اگرچہ عالم بھی ہو اس اجماع میں شریک نہو تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں ہی بلکہ وہ خود دو خلاف ہوا اور جماعت کا مخالف بنا جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام میں ہی عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یوں ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سے گر پڑا وہ جہنم میں وعن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ یعنی بیشک شیطان آدمی کی حق میں ہے جیسا بھیڑیا بکری کی حق میں ہی کہ پکڑتا ہی بکری بھڑکی ہوی اور دور پڑی اور کنارے کری ہوئی کو تو واجب تمپر ہی کہ جماعت اور اکثر مسلمانوں کے پیروی کو لازم کرو وعن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ یعنی جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت کی اندازی تو ہی شبہہ اوسنی اسلام کا دور اپنی گردن سے لکا الغرض ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کریں وہ واجب ہوتا ہی اور بعضی کا خلاف کرنا کچھ نہیں ہی بلکہ جو اکثر کا مخالف ہو تو اوسپر خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہی نعوذ باللہ منہا ومنہم اور جو کوئی جماعت کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا اللہم ثبت قلوبنا علی شریعتک ورضاک واتم انوارنا علی طریقتک وہداک وصل وسلم علی رسولک سید المرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الراشدین وتابعی صحبہ الہادین سیما علی سید المجتہدین امامنا وامام المسلمین وعلینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین وآخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العالمین فقط

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکی سوالوں کو کئی شخصوں نی کیا تھا اور جواب ان کو اوسکی عالم باعمل فاضل بی بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نی بعد بہت سی بحث اور تلاش کر کی آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سی معتبر اور معتمد کتابوں کی عبارت سی مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کی تمام علما اور فضلا و صلحانی بنور و تامل اوسی دیکھہ موافق عقاید مذہب سنت و جماعت خصوصا مطابق طریقہ حنفی سمجھہ کی منظور اور پسند کر اپنی اپنی دستخط اور مہروں سی مزین فرمایا اللہ تعالی اپنی فضل و کرم سی اس نسخہ کی مولف کو جزای خیر عطا فرماوی امین ثم آمین + تصحیح سی خیر خواہ خلق اللہ خاکسار سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی عفی اللہ عنہما کی مطبع احمدی میں پہلی سنہ ۱۲۵۷ ہجری میں چھاپا گیا تھا اب وہ نسخہ کمیاب ہو گئی اور خواہش مند بہت رہی اس لئی دوسری بار پھر سید موصوف کی تصحیح سی اوسی مطبع میں چھاپا گیا سنہ ۱۲۵۹ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بر نسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسایل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت و جماعت و موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر طبق آن واجب و متحتم است

صدر کلکتہ — امین مدرسہ کلکتہ — مفتی عدالت عالیہ کلکتہ

جوابہای این رسالہ ہمہ صحیح و درست بی کم و کاست موافق آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران صلی اللہ علیہ وسلم و برحسب اجماع علمای راسخین و بر طبق اتفاق فضلای کاملین است

مخالف این همه مسایل در حقیقت مخالف ان دلایل است

مدرس اول مدرسه کلکته | مدرس اول مدرسه مرشد آباد | مدرس دوم | مدرس سوم

مدرس چهارم | مولوی کمیٹی | معاون اول | معاون دوم

این رساله را بنظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت هدایت بخش کور باطنان اهل بدعت و رهنمای گم گشتگان بادیه ضلالت است علمای حنفیه را بمزید نورانیت باطنی و فضلای طریقه را تمسکی است

رشید المبانی

مدرس ایضاً	مدرس ایضاً	معاون ایضاً	مدرس مکتب هوگلی
مدرس اول مکتب شاہزادہ	مدرس	مدرس	مدرس دار [illegible]
واعظ و خلیفہ سید احمد [illegible] مرحوم	خلیفہ حضرت ممدوح	واعظ و خلیفہ حضرت ممدوح	مفتی ضلع ۲۴ پرگنہ
مفتی ضلع میدنپور	مفتی ضلع ندیہ	مفتی سرشتہ [illegible]	مولوی [illegible]
واعظ و امام مسجد شاہزادہ	خلیفہ حضرت ممدوح	خلیفہ حضرت ممدوح	مولوی کالج کلکتہ
مولوی بنگ سٹی	مولوی [illegible]	مولوی سرشتہ [illegible]	مولوی [illegible]

محافظ دفتر [illegible] مولوی [illegible] واعظ و خلیفہ حضرت

١٢١

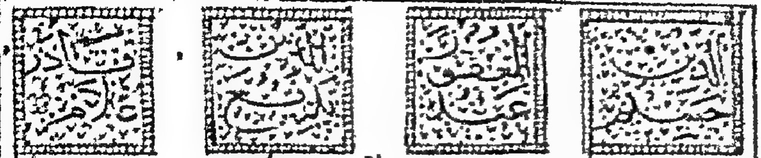

واعظ واحظ و خطیب مناهر حافظ باقی کبتی انتہالی مولوی اسکو لسلام

کلکتہ کی مدرسہ مین جو لوگ علوم
اقربیت التحصیل ہین و ہین سی بعضون کی نام

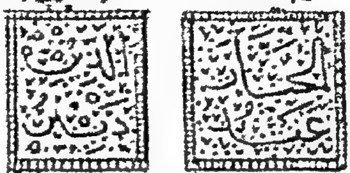

معاون مہتمم ناظم مولوی ذوقتر رزاق

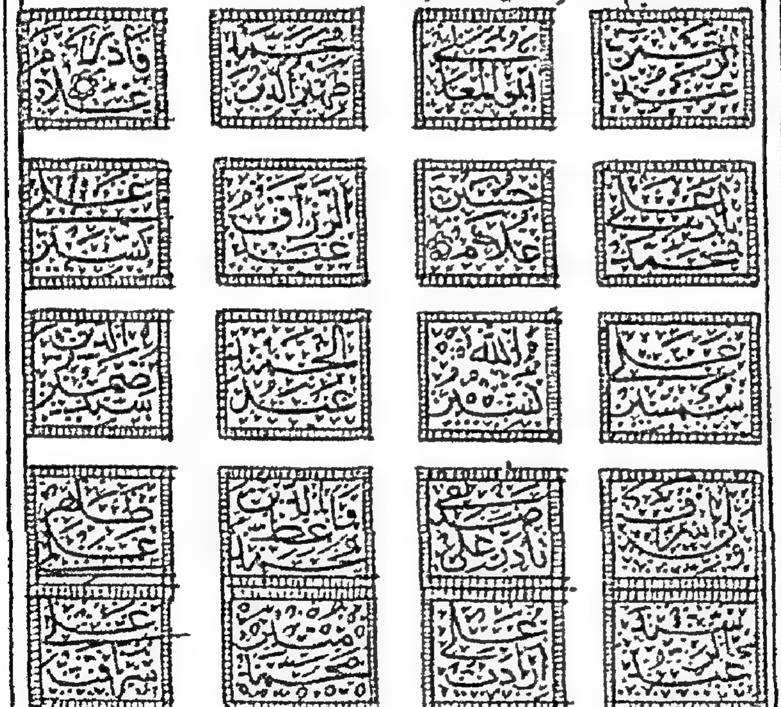

محسنہ مدرسہ مین جو لوگ علوم دینی حاصل کر رہی
قریب التحصیل ہین اور ان مین سی بعضون کی نام

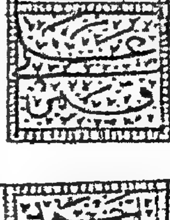

٢٢

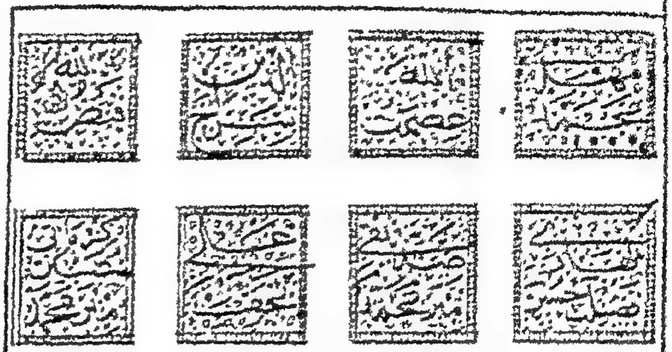

جاننا چاہی کہ بعضی لوگ چارون مذہب کو انکار کرتی ہین اور کسی کی ان چارون
سی تقلید نہین کرتی اور عوام حنفیون کو اپنی مذہب سی بد اعتقاد کرواتی ہین
اور مسئلہ مین شک ڈالتی ہین اور اعتراضات بیجا کرتی ہین اور مخالف حدیث
کی بنا کرکی عوام کو گمراہ کرتی ہین اسواسطی اکثر مسلمان سب اس دیارکی مسئلی
پوچھنی کی لئی اور اپنی مذہب کی تحقیق کی جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت
شیخ محمد وجیہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کاسمہ وجیہا فی الدنیا والاخرۃ کی حضور مین آتی تہی
اور جو لوگ کہ خود حاضر نہین ہو سکتی تہی فتوی لکہوا کر منگواتی تہی پہر جب
مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی
ہی اس واسطی بہ نظر نفع عام اور ہدایت تام کی ایک رسالہ تالیف فرمایا او
اوسکا نام نظام الاسلام رکہا تاکہ لوگ اس رسالہ کو پڑہ کر اپنی مذہب مین مضبوط
ہو دین اور لوگون کی بہکانی سی گمراہ نہ ہین اسکی بعد جناب حاجی سید
عبد اللہ صاحب نی بلحاظ رفاہیت خلایق کی اوسکو چہپوایا پہر یہ رسالہ
اکثر ملکون مین منتشر ہوا اور بہت لوگ اسکو پڑہ کر اپنی مذہب مین مضبوط
ہوگئی اور جو لوگ کہ ان قوم کی بہکانی سی شک مین پڑی تہی اس کتاب

کو بہت سی پائی ہی اور انکا شبہہ دفع ہوگیا اور بعضی بیچارے عوام اور ضعیف
الاعتقاد کہ ان قوم کی گمراہی میں پڑے تھے اس رسالہ پر واقف ہو کر گمراہی سے
سی توبہ کی تب ان قوم نے جب یہہ حال دیکہا اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس
رسالہ سے واقف ہوتا ہی اون کے حق میں فساد اور فریب اونکا کچھہ تاثیر نہیں
کرتا ہی اور مسئلوں پر طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کی اعتراض
کرنا کچھہ فائدہ نہیں دیتا ہی تب اس قوم نے اس طور کی فریبوں کو چھوڑ کر ایک
دوسرا نکالا اور وہ یہہ ہی کہ اس رسالہ کی حقیر کرنے لگے اور جاہلوں کی سامنے اس رسالہ پر اعتراض کرنے لگے تاکہ لوگ اس
رسالہ سے بد اعتقاد ہو ویں اور اسکو نہ پڑہیں اور نہ سنیں پہر بعضی لوگ
جناب مدرس صاحب کی حضور میں عرض کرنے لگے کہ ان قوم بدمذہب کے
سوال کا جواب کچھہ لکہیے کہ چھپوا دیا جاوی تاکہ ان قوم کا فساد کچھہ نہ چلے اور
لوگوں کو اس رسالہ میں کچھہ شک نہ پڑے لیکن جناب مدرس صاحب اصلا اس
طرف التفات نہیں کرنے اور فرمانے کہ سوال بیجا کا جواب دینا بہی بیجا ہی کیونکہ
جواب جاہلان باشد خموشی * پہر جب بندہ حقیر فقیر غلام قادر بہیانی نے دیکہا کہ
جاہلوں کا کچھہ جواب بہی نہ دینا سبب اونکی جرأت اور دلیری کا ہوتا ہی اس
واسطے مختصر کرکے لکہا جاتا ہی تاکہ ہر کوئی اسکو دیکہہ کر یا سنکر اون قوم کی
جہالت اور فساد پر واقف ہو اور اون کی اعتراض اور اوسکی جواب کو دریافت
کرکے معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ انکا بی حقیقت ہی
اور صرف فساد اور شرارت ہی اور ہر چیز میں خدا ہی سے توفیق ہی اور اوسی
کی عنایت سے تحقیق ان قوم کا اعتراض یہہ ہی کہ پہلی حدیث پر رسالہ نظام
الاسلام کے یعنی عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بہما
فروع اذنیہ اس حدیث کو بیان نہین لکہا ہی اور حدیث مین چوری کی ہی یعنی
مسئلہ رفع یدین کا بعد رکوع کی جو اس حدیث مین مذکور ہی اس مقام مین اوسکو
نہین لکہا اس فریب کا رفع کئی طور سی لکہا جاتا ہی پہلا دفعہ یہہ ہی کہ اس
حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہی یعنی نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد
صفحہ کا ذکر کیا ہی اسواسطی کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکہنا منظور ہو یا اسمین
کچہہ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب مین دیکہہ لیوی تو اس صورت مین چوری
نہین ہوتی کیونکہ چور رسی مین تو چہپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت
رکہنا چور رسی تو جب ہوتی کہ نام کتاب کا ذکر نکرے یا نام ذکر کرے مقام
کو تعین نہ کرے یا جو بات کہ جواب کی مخالف ہو اوسکو چہوڑ دیوی جیسا
کہ ان قوم دجالیون نی ایک رسالہ چہپوایا ہے اور اوسمین فارسی عبارت سے
لکہا ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی بہ ثبت رفع یدین و ترجیح آمین بجہر رفتہ
اور نام کتاب کا اور تعین مقام کا دونون کو چوری کیا ہی اور حال یہہ ہی کہ شیخ
عبد الحق دہلوی نی سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کی مسئلہ کی مقام مین ۴۸ صفحہ
مین اور مشکوۃ کی شرح میت باب الصفۃ الصلوۃ مین لکہا ہے کہ رفع الیدین
منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہی جسکو کچہہ شبہہ ہو تو ان کتابون میں
اسی مقام کی پتی سی دیکہہ لیوی اور اس قوم نی ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی
ہی اور نام اوسکا تنویر العینین رکہا ہی اوسمین اکثر حدیثون کو ناتمام لکہا ہے
کسی کی اول سی کسی کی آخر سی کچہہ کچہہ عبارت چہوڑ دی ہی جیسا کہ مالک بن حویرث
کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سی نقل کیا ہے اور اوسمین رفع

یدین کرنی کی مضمون کو لکہا ہی اور کانون تک اٹہانہ اور ہاتہ اٹہانی کی مضمون کو جو
اوسی حدیث مین روایت ہی بالکل ترک کیا ہی اور تنویر العینین مین یون لکہا ہے
انه رای مالک بن حویرث اذا صلی کبر و اذا اراد ان یرکع رفع یدیه و
اذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلعم صنع هکذا
تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بهما اذنیه او فروع اذنیه کو چہوڑ دیا
سبب دوسرا دفعیہ یہ ہے کہ یہ کتاب کچہہ کتاب حدیث کی نہین ہی کہ اس
مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہہ فتوا ہی اور فتوی مین اوسی قدر ضرور ہے
کہ جس قدر سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوس سی زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے
یہان سوال اوسی قدر لکہا گیا ہی کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتہ
اوٹہاتی ہین اوسپر کیا دلیل ہے بس رفع الیدین کی مسئلہ کو اس مقام مین کچہہ
علاقہ نہین ہی جیسا کہ اگر کوی پوچہی کہ نماز فرض ہونی کی دلیل کیا ہی تو اوسکا جواب
اسی قدر کہنا چاہی کہ الله تعالی نی فرمایا ہے اقیموا الصلوة اور اگر کوئی
اسکی جواب مین یون کہی کہ اقیموا الصلوة واتوا الزکوة تو اوسکو دیوانہ یا نادان
کہین کی مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہی نمونہ کی واسطی یہان
ذکر کیا جاتا ہی کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتی ہین کہ احل الله
البیع باوجود اس بات کی کہ قران مین ایک آیت کی اندر یون ہی کہ احل الله البیع
وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کی مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اسواسطی
صرف احل الله البیع لکہا ہی اور مثال اوسکی انہین نئی مذہب والون کی کتاب
سی کہ جسکا نام تنویر العینین رکہا ہی مذکور ہوا کہ مولف تنویر العینین نے اس حدیث
مین فقط رفع الیدین کی مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہان

لکہاہی اور ہاتہہ کا نون تک اوٹہانی کو یہ اوس سی اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو ترک
کیا تو یہہ بہی کیا چوری ہی مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگر را نصیحت اور
تیسرا دفع یہہ ہی کہ مولف نی نظام الاسلام کی رفع الیدین کی مسئلہ کو چہوڑا
نہین ہی بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کرکی بصورت سوال اور جواب کی لکہاہی صفحہ مین
اور وہان مفصلا بیان کیا ہی کہ رفع الیدین منسوخ ہی اور مکروہ اور اوسکی
دلیلون کو بالتفصیل لکہاہی تو پہر اس مقام مین کہ یہان صرف کان تک ہاتہہ
اوٹہانی کی دلیل کا ذکر ہی رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہی اور ایسی بیجا ذکر
کرنیوالی کو بلکہ جو ایسی ذکر کو تجویز کری اوسکو مرغ بی ہنگام کہتی ہین اور وہ
شخص مصداق ہی مثل مشہور مصرع سر بریدن واجب ست آن مرغ بی ہنگام را
جیساکہ مولف نی تنویر العینین کی کان تک ہاتہہ اوٹہانی کی حدیث کو ترک کیا
اسواسطی کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کی بیان مین ہی چوتہا دفع یہہ ہے
کہ رفع الیدین منسوخ ہی جیساکہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۲۱۶ صفحہ مین مذکور
ہی اسواسطی اوسکو اس مقام سی حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانی کے
مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہی مطلب مین خلل ڈالتا ہے
الغرض ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسی لوگون سی احتراز کرین اور اونکو دشمن دین
کا سمجہین کہ یہہ سب دین مین مفسد ہین جیساکہ کتاب مجمع الزوائد مین ہی اور یہہ
کتاب حدیث کی کتابون کا مجموعہ ہے جیساکہ جامع الاصول یہہ کتاب کی حدیث
کی جامع ہی ویسا ہی کتاب مجمع الزوائد چہہ کتابون کی سوا اور کتابین حدیث
کی جو بڑی معتبر ہین اونکا مجموعہ ہی جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ
تو اس کتاب کی باب ما جاء فی الکذابین مین کہا ہے حضرت عبد اللہ

مولوی عین علی بیان — مولوی ... — پیر ... جلال الدین — ... سعید احمد قدس سرہ

عن عمر رض رعوی الطبرانی انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون
ثلاثون او اکثر قلنا ما آیاتھم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیھا
لیغیروا بھا سنتکم ودینکم فاذا رایتموھم فاجتنبوھم وعادوھم

طبرانی نے روایت کی ہے عبداللہ بن عمر رض سے کہ کہا انہوں نے قسم خدا کی ہے کہ بے شک میں نے
سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ بے شک پیدا ہوگا نزدیک قیامت
کے دجال اور پہلے اوسکے ایک قوم جھوٹی تیس بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیوں نے حضرت سے
پوچھا کہ اون گروہ کی کیا علامتیں ہیں پھر فرمایا حضرت نے کہ سکھلاوینگے وہ قوم
کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو عمل نہیں
کرتے تھے یعنی ایک بات نئی کو سنت کہکر تم کو بتلاوینگے یا حقیقت میں سنت ہو لیکن
تم اوسکو نہیں کرتے تھے بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے تھے تو وہ قوم کذاب اس نئے
سنت کو تمکو سکھاوینگے تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے تھے اوسکو تغیر اور تبدیل کریں
اور تمہارے مذہب کو بھی تبدیل اور تغیر دیویں پس جب تم اون قوم کذاب کو دیکھو
تب اونسے کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور اونسے دشمنی
رکھو اور تم سب بھائی مسلمانوں جانو کہ اگر یہ گروہ کذاب کسیکو شک میں ڈالیں کہ یہ

حدیث نہیں یا اور کچھ فریب کی باتیں کہیں تو وہ کتاب مجمع الزوائد
جناب مدرس صاحب ممدوح کی نزدیک موجود ہے
جسکا جی چاہے اسمیں دیکھ
لیوے فقط

۱۲۰۸

در مطبع احمدی باہتمام امو جان مطبوع گردید

مہر جامع حقانی	بسم الله الرحمن الرحیم	۲۶ مہر حقانیہ بخش

کیا فرماتے ہیں علماء دین کی اس مسئلہ میں کہ مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت
کہتے ہیں خصوصاً حنفیوں کو خلاف محمدیت کی جانتے ہیں اور شرک کہتے ہیں اور
وضو اور نمازیں وہ عمل بجالاتے ہیں کہ جس سے وضو اور نماز فاسد ہوتی ہے حنفیوں کی نزدیک
بالاتفاق بلکہ بعض اون کی خلط مختلفات مذاہب اربعہ میں کہ جسمی کسی کی نزدیک
بھی وضو یا نماز صحیح نہو ہوا اسکی قائل ہیں اور جس کوئیں میں یا مشکی میں نجاست پڑ جاتی
ہی یا جانور گر کر مر جاتا ہی تو بغیر پاک کئے کوئیں اور مشکی اوسی پانی کو کہاتی اور پیتی
اور وضو وغیرہ میں استعمال کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم چاروں مذہب کو حق جانتے
ہیں پس جس مسئلہ کو جہاں پاتی ہیں کسیکی موافق ہو عمل کرتی ہیں پس سوال یہ ہے
حنفیوں کا کہ یہہ لوگ کیسی ہیں اور انکا اقتدا کرنا نماز میں ہم حنفیوں کو موافق مذہب
حنفی کی جایز ہی یا نہیں اور اسوقت میں مذہب معین کی پیروی اور تقلید کرنی چاہیے
یا غیر معین کی اور جو یہ پایہ اجتہاد نہ پہونچا ہو اور جو کہ شرائط مجتہد میں اوسمیں نہ پائے
جاویں تو اوس کو اس زمانہ میں فقط قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور پیروی کسی ایک
کو مذاہب اربعہ میں سے ترک کرنا چاہیے یا نہیں بینوا توجروا جواب مذہب خاص
کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت کہنا ضلالت ہے کیونکہ بہت علماء اتباع مذہب
خاص کو واجب کہا ہی قال الامام جلال الدین المحلی فی شرح جمع الجوامع یجب علی العامی وغیرہ
من لم یبلغ مرتبہ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انتہی وکذا
فی فیض القدیر شرح جامع الصغیر للمناوی اور استحسان میں اسکی کسیکو
اہل حق و تحقیق سے کلام نہیں ہی اور امر واجب یا مستحسن کو بدعت اور ضلالت
کہنا بڑی ضلالت ہی پس یہہ شخص ضال اور گمراہ ہے الیسی کو اپنا امام بنانا

بجا ہی اور در صورتیکہ عمل میں اون چیزوں کو لانا ہو کہ جن سے وضو اور نماز فاسد ہوتی ہی مذہب حنفی میں تو ہرگز اقتدا اوسکی حنفی کو جائز نہیں حسب حنفیہ میں صلوٰۃ خلف الشافعیہ میں اس صورت میں عدم جواز لکھا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے تو بدرجہ اولی ایسی صورت میں نماز ناجائز ہوگی بحث الصلوٰۃ خلف الشافعیۃ

فحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا للشرائط والارکان عندنا فالاقتداء بہ صحیح علی الاصح ویکرہ والا فلا یصح اصلا ولا خصوصیۃ للشافعیۃ بل الصلوٰۃ خلف کل مخالف للمذہب کذلک کذا فی البحر الرائق والاکتفاء منیر الی انہ لا یکرہ امام الشافعی لکن فی الزاہدی انہا کراہیۃ وفی وتر النہایۃ انہا غیر جائزۃ کما قال صدر الاسلام فالاحوط ان لا یصلی خلفہ کما فی الجواہر وہذا اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف ولو شک فی الاحتراز لم یجز الاقتداء مطلقا کما فی النظم کذا فی جامع الرموز

اور جو شخص کہ پایہ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو اوسکو استدلال بقرآن وحدیث کرکے عمل کرنا نہ چاہیے کیونکہ اوسکو تقلید کسی مجتہد کی مجتہدین میں سے چاہیے اور استدلال قرآن وحدیث سے منافی تقلید ہے فی شرح التحریر غیر المجتہد المطلق یلزمہ تقلید مجتہد من المجتہدین المطلقین وایضا فیہ التقلید العمل بقول من لیس قولہ احدی الحجج الاربع بالاعتماد علی قائلہ بلا استدلال من جہۃ من الحجج فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا رجوع الی الاجماع من التقلید لانہ رجوع الی الحجۃ واللہ اعلم وعلمہ اتم

پس جاننا چاہیے یہہ فرقہ گمراہ ہے کہ جو منکر تقلید

ائمہ اربعہ کی ہیں اور نیا طریقہ اختیار کیا ہی اور کہتی ہیں کہ ہم محمدی ہیں حالانکہ
اونکو بہت مسایل ضروریہ میں نہیں ہی بالکل محض امی ہیں معاذ اللہ منہا
کہ طعن کرتی ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی وغیرہ پر باوجودیکہ
کچھ اونکو مس کتب دینیہ سی نہیں ہی تقلید ائمہ اربعہ کی فی زماننا واجب ہے
انکار انکا تقلید سی باطل ہی بتاویل حجت کی ہیں ہے چنانچہ روایات کتب سے
صاف مبین ہی اور بطلان انکی کا بشرطیکہ نظر انصاف سی غور کریں التقلید
اتباع الانسان انسانا فیما یعتبر من غیر ان یقف علی دلیل ما یدعیہ والتقلید انواع
لانہ تقلید واجب وتقلید جائز والتقلید مذموم اما الواجب فتقلید الانبیاء علیہم و
لیس ہذا تقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا تقلید الائمۃ الماضین
فیما اجتمعوا علیہ واجب ایضا وہو لیس بتقلید فی الحقیقۃ لان اجماعہم حجۃ فیکون
عملا بالدلیل وکذا تقلید العلماء فی فروع الدین واجب عند الفقہاء وہو لیس
بہ تقلید فی الحقیقۃ لانہم لا یقولون الا بدلیل ہذا ایضا فی الاصول للامام
علاء الدین کشف الغطاء انہ لا یرجع المقلد فیما قلد فیہ من الاحکام احد من المجتہدین
ای عمل بہ اتفاقا علی ما نقلہ الآمدی وابن الحاجب فلو التزم مذہبا کابی حنیفۃ و
الشافعی رضی اللہ عنہما فیلزم الاستمرار علیہ ولا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ہذا ملا علی
قاری شرح عین العلم ان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا در مختار لیس للعامی
ان یتحول من مذہب الی مذہب ویستوی فیہ الحنفی والشافعی وقیل من انتقل الی
مذہب الشافعی رحمہ اللہ لیزوج لہ اخاف ان یموت مسلوب الایمان لاہانتہ بالدین
لجیفۃ قذرۃ در کتاب قنیہ از باب فی الانتقال من مذہب الی مذہب کذا فی التاتارخانیہ
وکذا فی العالمگیری حررہ محمد عبد القادر

ما ثبت شرعا … من الحق من البكر فوقع في اضلال كتبه ابو محمد …

جو شخص کہ … کرتا ہے … اضلال … مرد … ہے

هذا هو الحق لا شبهة

كتبه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين رب زدني علما قال القهستاني في النقاية شرح مختصر الوقاية

قبيل كتاب الاشربة وعلم ان من جعل الحق متعددا كالمعتزلة اثبت للعامي الخيار

من كل مذهب ما يهواه ومن جعل واحدا كالعلماء تابعا الزم العامي اماما واحدا كما

في المكتسب فلو انتقل من كل مذهب برخصه صار فاسقا تاما كما في شرح الطحاوي للنقيب

سعيد بن مسعود ويجب في المذهب الصلابة اي اعتقاد كونه حقا صوابا كما في

الجواهر وشيخنا قالوا ان مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب غيرنا خطاء

يحتمل الصواب كما في المصفى انتهى والله تعالى اعلم وعلمه اتم واسلم

در مطبع احمدی دهلی … طبع شد

مجموعه ده فتاوی رد لا مذهب

… عبد القدوس الگنگوهی رحمه الله … اجمعين وقد نقل … من النسخة المسودة المكتوبة القاضي المسطور المرحوم